



62-5
عراق سیریز

افسانہ طبعی

مکمل ناول

نثر کا ایک نیا نمونہ ہے
مکتبہ کتب خانہ لاہور

منظر کلیم ایم

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ممتاز

Prepared By: S.Sohail Hussain

عمران کا یہ پوری قوت سے بیک پیڈل پر پڑا اور کار کے تار چھیننے کے لئے ٹرک کے پیٹ پر تہ سے گئے۔ کار کا ایک سامنے آبیانے والے پوری ٹرک سے صرف چند انچ کے فاصلے پر رک گئی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کھڑکی سے باہر نکال کر ٹرک ٹھیک کی شان میں کوئی تقسیمہ پڑھا۔ ٹرک میں سے کوئی چیز نکل رہی تھی اور عمران کی کار کی چھت پر آگری۔ اور پھر وہ باتیں بیک وقت کوئی پذیر ہوئیں۔ ایک تیرہ کر ٹرک جھٹکا کھانے کے بڑھتا چلا گیا اور دوسرا کار کی چھت پر ایک خوفناک دھماکا ہوا اور کار و میلان میں سے دو شخصوں میں تھیں۔

عمران کے کانوں میں میں دھماکے کی آواز ہی آخری آواز تھی۔ اس کے بعد عمران کے ذہن پر سیاہ پردہ چھلنا چلا گیا۔

ہاں — ہاں — آنکھیں کھولتے — ایک عمران کے ذہن پر سیاہ پردہ ڈرا سا سرکا اور عمران کو جو زفت کی مہم سی آواز سنائی دی۔

عمران کے حلق سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ
سیاہ پردہ ہٹا چلا گیا اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ جب اس کا شعور واپس
آیا تو اس نے اپنے آپ کو سڑک سے کافی دور ایک درخت کے تنے کے قریب
پڑا ہوا پایا اس پر حوزت جھکا ہوا تھا۔
حوزت کی آنکھوں میں بے پناہ تشویش کی جھلکیاں عمران کو ایک ہی نظر
دکھائی دے گئیں۔
تھینک گاڈ! اس برس میں آگیا ہے۔ حوزت نے بے اثر
ہیچے جھٹکتے ہوئے کہا۔
عمران ایک جھٹکتے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دماغ میں آخری سہن
آیا۔ اُسے یاد آئی کہ ایک کھوکھ کے آگے ایک بیوی ٹرک آگیا تھا اور پھر ٹرک
میں سے کوئی چیز اڑتی ہوئی کار کی پیمت پر گری تھی۔ اور اس کے ساتھ
ایک نوجوان لڑکا ہلکا ہوا تھا۔
یہ دھماکا کیسا تھا حوزت۔ یہ کیا صدمہ اسرائیل چھوٹک دیا گیا تھا۔
عمران نے حوزت جیسے نفاذ میں باہر آکر دیکھتے ہوئے پوچھا۔
فیل فیل کا تو مجھے خبر نہیں۔ میں اچانک دھماکا ہوا اور کار کا
آجھا سٹھ نفا میں اڑنا پڑا۔ اور پھر حوزت الٹ گیا۔ میں تو
بازر کھلا اور پھر آپ کو میں نے تباہ شدہ جسم سے باہر کھینچ لیا۔
اے کر آپ کی کوئی ٹیڈی نہیں لڑی۔ حوزت نے ملوہ سے مجھے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران نے پوری قوت سے بریکر پٹیل دبا دیا۔ اور سپورٹس کار کے پیچھے
پہلے چلے گئے اور کار بیوی ٹرک سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر
قرب ہی کار کا اگلا حصہ پڑا ہوا تھا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
کار کا وہ حصہ بالکل ٹھیک تھا۔ لیکن کہاں کہاں سے وہ دب سا گیا تھا۔
یوں لگتا تھا جیسے کسی نے کار کو درمیان سے آری سے کاٹ دیا ہو۔
عمران آج کافی مدت کے بعد حوزت کے ہمراہ کلب گیا تھا اور وہاں
سے آدمی مات کو واپس اپنے فلیٹ کی طرف آ رہا تھا کہ یہ حادثہ پیش آ گیا۔
وہ کار فین بلڈ پارکس ٹرک کی طرف جا رہا تھا جس سے کار پر بم چھینکا گیا
تھا۔ اُسے اس بات کی کچھ خبر نہ تھی کہ آخر ایک کلب اس جھلے کی وجہ کیا ہے
اور یہ کون کون ہیں جنہیں اس کی آمدورفت کا بھی علم تھا۔ اب یہ بات تو صاف
ظاہر تھی کہ اس کی کار پر باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بم چھینکا گیا تھا۔ یہ تو ان
دونوں کی قسمت تھی کہ وہ کار کے درمیان میں پڑا۔ سپورٹس کار کی باڈی عین
درمیان سے ہی دو ٹکڑوں کے خیرے حوزت کی جاتی سے اڑ کر پڑنے سے وہ تڑپ
کھنک گیا اور اس نے وہ دونوں ہی بچ گئے۔ اگر سپورٹس کار کی بجائے عام کار
ہوتی تو ان کا پرکا ٹھکانا ممکن تھا۔

کلب سے نکلنے کے بعد عمران جب اس سڑک پر آیا تو یہ بالکل سناں
تھی۔ اس کے دونوں اطراف میں دور دور تک وسیع کھیت پھیلے ہوئے تھے۔
یہ سڑک شہر کے باہر سے گھوم کر ساحل کی طرف جاتی تھی۔ اس نے اس سڑک
پر ٹرک ٹھکانے کے برابر جاتا تھا اور آدمی رات کے بعد تو اس سڑک پر کسی
ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران پوری رفتار سے کار
دھڑاتے پلا ہوا تھا کہ اچانک ایک موٹر پر سے وہ بیوی ٹرک سامنے آ گیا
اور عمران نے پوری قوت سے بریکر پٹیل دبا دیا۔ اور سپورٹس کار کے پیچھے
پہلے چلے گئے اور کار بیوی ٹرک سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر

اچھی کہیں بھٹے لگی ہیں کہ ڈراما دھماکا ہوا اور کار جہاز کی طرح ہوا
اڑنے لگ رہی ہے۔ عمران نے اسے کرکٹ سے ہوتے ہوئے کہا۔

رک گئی شاید مجرموں کا خیال تھا کہ کارٹرک نہ سکے گی اور پوری قوت سے محو کر تباہ ہو جائے گی۔ لیکن جب کاران کی توقع کے خلاف رک گئی تو پھر اس پر ہم جھینک دیا گیا۔

آؤ جوزف! اب پیدل جا چلیں۔ بڑے عرصے سے پیدل چلنا بند تھا۔ آج خدا نے موقع دے دیا ہے۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

مگر اس! فلیٹ تو یہاں سے سات میل دور ہے۔ جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

تو کیا ہوا۔ ہمارے بزرگ سات میل چل کر پیشاب کرنے جاتے تھے۔ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

پھر تو آپ کے بزرگوں کو واپس آتے آتے پھر پیشاب آ جاتا ہوگا۔ جوزف نے بے ہوش لہجے میں جواب دیا۔

ہاں! یہ بات تو شک ہے۔ اسی لئے تو وہ ساتی عمر میں پیشاب ہی کرتے رہے تھے۔ سرکاری تو کڑی پریشاب دولت پر

پیشاب۔ ایک بیٹس پریشاب۔ قصور نماشس پریشاب۔ عمران نے گواہی شروع کر دی۔

ہاں! اگر شکل اچھی نہ ہو تو کم از کم بات تو اچھی کہنی چاہیے۔ یہ آپ نے کیا پیشاب پیشاب کی گردان مشدوع کہہ دی ہے۔ جوزف

نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ آج مجھے پتہ چلا ہے کہ تم اچھی باتیں کیوں کرتے ہو۔ عمران

نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں! آپ پرنس جوزف کی تو سین کر رہے ہیں۔ میرے قہقہے والے مجھے چاند کا بیٹا کہتے تھے۔ اور قبیلے کی تمام لڑکیاں میرے حسن کی مثال دیا کرتی تھیں۔ جوزف بھی شاید موڈ میں تھا اس لئے

ترکی پر ترکی جواب دے پلا جا رہا تھا۔ تباہی کے قہقہے کا چاند بھی تمہاری طرح کا ہوگا۔ اس لئے تمہیں چاند کا بیٹا کہتے ہوں گے۔ ہمارے والا چاند وہ دیکھ لیتے تو تمہیں چاند کا بیٹا کہنے کی بجائے چاند کا بچہ کہتے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں نہیں جانتا آپ کے ساتھ ایک تو سات میل پیدل چلوں اور پھر اپنی تو سین بھی کراؤں۔ دونوں کام ایک وقت میں مجھ سے نہیں ہو سکتے۔ جوزف نے سڑک کے کنارے نصب میل کے پتھر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تمہارے اس طرح بیٹھنے سے تو دونوں کام ہی بند ہو گئے۔ اچھا آؤ! میں تم چلتے رہتا۔ تو سین والے کام میں کراؤں گا۔ عمران نے اسے بچوں کی طرح مناتے ہوئے کہا اور جوزف یوں سر ہلاتا ہوا چل پڑا جیسے عمران کی اس بات سے اس کا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ انہیں سانے سے ایک کار کی تھیاں نظر آئیں۔ کار خاصی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

ہاں! اس کار کو روکنا چاہیے۔ درہ سات میل پیدل چلتے چلتے میں پرنس کی بجائے کچھ اور سی بن جاؤں گا۔ جوزف نے کہا۔

ہمت ہے تو روک لو۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور جوزف تیزی سے آگے بڑھ کر سڑک کے عین درمیان میں کھڑا ہو
گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تھے۔

اے تم کار روک رہے ہو۔۔۔۔۔ یاریلوے انجن۔۔۔۔۔ اتنی بلندی
تک ہاتھ اٹھانے کا کیا تمک ہے؟۔۔۔۔۔ عمران نے جو سڑک کی ایک
طرف کھڑا تھا اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جوزف نے بے اختیار ہاتھ
نیچے کر لئے۔

کار تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ لیکن اس کی رفتار میں کوئی کمی
نہ آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ جوزف کو گھلتی ہوئی شکل جلتے گی۔ لیکن
جوزف بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر جمنا کھڑا تھا۔

سٹ ہاؤس جوزف!۔۔۔۔۔ یہ کار نہیں آئے گی۔۔۔۔۔ عمران نے
کار کی رفتار دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

مگر ہاس۔۔۔۔۔ سات میل۔۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا اور اسی لمحے
کار میں جوزف کے سر پہ پہنچ گئی۔ اور عمران کو پس بھی لٹھیں ہوا کہ کار جوزف
پر چڑھ گئی۔

لیکن جوزف عمران کی توقع سے زیادہ چھوٹا نکلا۔ جیسے ہی کار اس کے
قریب پہنچی، جوزف نے اپنا مک فضا میں چھلانگ لگائی اور پھر وہ کار کی چھت
پر سے گھسٹا ہوا دوسری طرف باکھڑا ہوا۔ اور کار زمیں کی آواز سے آگے
نکلنے لگی۔ اور عمران نے اطمینان کی طویل سانس لی۔

لیکن دوسرے لمحے فضا میں تڑپا ہٹ کی آوازیں گونجیں۔ عمران نے

لاشعوری طور پر زمین پر چھلانگ لگا دی مگر جوزف کی تیز چٹخ نے اسے
برائیاں کر دیا۔

گولیاں سنسنائی ہوئی عمران کے جسم کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ لیکن
جوزف شاید گولیوں کی زد سے نہ بچ سکا تھا۔ اس نے وہ پیچ مار کر سڑک پر
گرا اور پانی سے نکلی ہوئی پھلی کی طرح تلپنے لگا۔

کار اسی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر چند
ہی لمحوں میں اس کی پٹیاں اندھیرے میں ڈوب گئیں۔

عمران نے زمین سے اٹھ کر تیزی سے جوزف کی طرف قدم بڑھاتے مگر
اسی لمحے جوزف بھی لوکڑا ہوا اچھڑا کھڑا ہوا۔

کیا ہوا جوزف۔۔۔۔۔ کیا گولی ٹک گئی ہے؟۔۔۔۔۔ عمران نے
اس کے قریب پہنچتے ہی اس کے جسم کو ٹھٹھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں ہاس۔۔۔۔۔ میرے بازو اور پیٹوں میں گولیاں لگی ہیں۔۔۔۔۔
جوزف نے لوکڑا ہوتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ اس سے ٹھیک طرح کھڑا

بھی نہ ہوا ہوا تھا۔ یہ شاید اس کی قوت امدادی تھی کہ اتنا شدید زخمی ہونے
کے باوجود وہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔

عمران اب سچ محسوس میں پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ جوزف کی حالت
بہت ہی خراب تھی کہ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے اور شہر کا فاصلہ یہاں سے
کم از کم سات میل تھا۔

ب۔۔۔۔۔ ہاس۔۔۔۔۔ جوزف نے لوکڑا ہوتے ہوئے لہجے

میں کہا اور پھر وہ سڑک پر گرتا پلا گیا۔ لیکن عمران نے اسے درمیان میں ہی
سنبھال لیا۔ اور دوسرے لمحے بھاری بھر کم جوزف اس کے کندھے پر لٹا ہوا

ڈاکٹر نے مملکت کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ جو خوف کو ایک شمس
لگانے میں مصروف ہو گیا۔ اسے میں رفیقِ گرم پانی سے کر آگیا۔ اور پھر ڈاکٹر نے
بات کا وہ جو خوف کا آپریشن کر ڈالا۔ جو خوف کے جسم سے اس نے تین گولیاں

عمران غامرش بدیقا رفیق کو الماری سے ریو الوور نکالتے دیکھتا رہا۔
رفیق نے ریو الوور نکال کر ڈاکٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔

لوہ پر نہیں دے سکتا۔ البتہ تم اسے جی بھر کر دیکھ سکتے ہو۔ ڈاکٹر
نے چہکتے ہوئے جواب دیا۔

• سنیں ڈاکٹر! جو چیز مجھے پسند آجاتے وہ میں حاصل کر
لیا کرتا ہوں۔ اس لئے یہ ریوا اور اب میرا ہو گیا۔ عمران نے
بڑے سانس لیجھیں کہا۔

بالکل نہیں۔ برگزینوں۔ والیس کرڈ میرا ریوا لود۔ ڈاکٹر
نے فیصلے انڈیا میں اٹھ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

• ظاہری سے غیر یاد دلاؤ۔ ایسا اب عمران کا لہجہ بدل گیا
اس لئے ریوا لود کا رشتہ ڈاکٹر کی طرف کر دیا تھا۔

اور پھر شاید یہ عمران کے لہجے کا اثر تھا یا ریوا لود کا کہ ڈاکٹر ایک جھٹکے
سے والیس ہسپتال پر بیٹھ گیا۔ کس کا چہرہ تھوڑا سا گھبراہٹا تھا۔

• اچھا ہے۔ تو۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس ماتم طافی سے پالا پڑا
تھا۔ ڈاکٹر نے بے بسی بولتے ہوئے جواب دیا۔

• شکریہ ڈاکٹر ماتم طافی! عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
میرا نام ماتم طافی ہے۔ ڈاکٹر عثمان زائدی ہے۔ ڈاکٹر

نے یہ بات بتا کر ہنسنا شروع کیا۔
• تو کچھ جی ہو۔۔۔ میں تو تمہیں ماتم طافی ہی کہوں گا۔ ہاں تو

ماتم طافی! اب تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟ اور
تھوڑا سا فربہ دار تم کا رفیق کیا ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

• رفیق میرا اسٹڈنٹ ہے۔ یہ نرنگی نادر میری ملکیت ہے اور
اس کا آپ کا رفیق ہے۔ میں ہر اتوار کی رات یہاں نادر کا حساب کتاب

• اس میں گولیاں موجود ہیں۔؟ ڈاکٹر نے رفیق سے پوچھا۔
• لیسن ڈاکٹر!۔۔۔ مگر سیفٹی کیجنگ ہوا ہے۔۔۔ رفیق نے

جواب دیا اور خود ڈاکٹر والے صوفے کی ایش پر بڑے موزاٹا اٹھانے پر
کھڑا ہو گیا۔

• اوکے!۔۔۔ میں اسے ہانکنا۔ ڈاکٹر نے مطمئن ہو کر
کہا اور چہرے نے انگور ٹکے کی مدد سے سیفٹی کیجنگ ہانکنا شروع کر دیا۔

• خیر کرتے ہوئے کہا۔
• ہاں!۔۔۔ تو اب تم اپنے متعلق کچھ بتاؤ۔ ڈاکٹر نے بڑے

سخت لہجے میں کہا۔
• ارے ڈاکٹر یہ ریوا لود۔۔۔ عمران نے ایک صوفے پر

بٹھتے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی اور چہرے میں تھوڑا سا
کے اٹھنے سے لیا۔

• کیوں۔ کیا ہوا۔؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔

• ارے آٹا فایب ریوا لود!۔۔۔ تم یقین کرو ڈاکٹر۔۔۔ اس
ماڈل کے ریوا لود کے لئے یہ پہلی دنیا کی ناک چھان ماری ہے۔

اس ماڈل کا ریوا لود نہیں ملتا اور یہ تمہارے پاس ہے۔ بہت خوب
کمال ہے ڈاکٹر۔ عمران نے ڈاکٹر کے اٹھنے سے ریوا لود ٹیکر والے

صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے کشمکش آمیز انداز میں ریوا لود پر
پھیر رہا تھا۔

• یہ میرے والد کی یادگار ہے۔ اس لئے میں تمہیں تحفے کے

چیک کرنے آتا ہوں۔ درند میری رہائش آفسر کالونی میں ہے اور وہیں
میرا ٹھیک بھی ہے۔ ڈاکٹر نے تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا
بہت خوب! اچھا سو آپ نے وضاحت کر دی۔ وہ
میں سمجھا تھا کہ آپ ڈیڑھ گھنٹے کے ڈاکٹر ہیں۔ بہر حال آپ
کا بے "ڈسکریم" آپ نے نہ صرف ہمارے باڈی گارڈ کو شہر
سے باہر دھکیل دیا ہے بلکہ ایک نایاب قسم کا ریلو اور بھی سمجھ میں اسے
ہے۔ آپ کے ہاں توں ہے۔ یہ عمران نے پوچھا۔
"مال ہے۔" رفیق نے عمران کو جواب دے کر
رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس ڈاکٹر۔" رفیق جو بالکل ناگہان سے اٹھ کھڑا ہوا تھا
"فران پش کے سات لاکھ روپے۔" ڈاکٹر نے تمکیدی لہجے میں کہا
"لیس ڈاکٹر۔" اچھی لایا۔ رفیق نے حسبِ حالت استہلال
مردبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا کہتے ہوئے اپنے محل کی طرف
اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرے، اچانک وہ سے رفیق کی پہنچ
وہ اور عمران اور ڈاکٹر چپک چپ کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب کے سب
سے دھڑکتے ہوئے قدموں کی آواز سن سکتی ہیں اور عمران کے پاس ہر
لگائی اور تیزی سے ایک سو فی کے پیچھے چپ گیا۔ البتہ ڈاکٹر وہاں سے
طرف بڑھتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر دروازے تک پہنچتا، اچانک بائیں نقاب
ہاتھوں میں برتن گئیں اٹھاتے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے آپ
راہ گزرتے ڈاکٹر کو دھکا دیا اور ڈاکٹر چھٹیا ہوا صوفوں کے درمیان

ہونی میز پر جا گیا۔
"وہ جیشی اور اس کا ساتھی کہاں ہیں۔" یہ جلدی جواب دہ ہے
"وہ گریوول سے چھٹی کر دوں گا۔" ایک نقاب پوش نے سختی سے
ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کون جیشی؟" ڈاکٹر نے لڑکھا کر سیدھے ہوتے
سوئے کہا۔
"مگر وہ سرے سے کوہ چٹان کی تیسرا آواز سے گونج اٹھا نقاب پوش
نے کچھ قوت سے اٹھتے ہوئے ڈاکٹر کے چہرے پر تھپتھرا ہوا تھا۔ اور ڈاکٹر
اس صوفے پر ہاراجس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔
اس وقت اسے کیوں آتے ہو۔ یہ بیکارہ۔" اچانک
عمران نے صوفے کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا
"نقاب پوش نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور تمام
نقاب پوشوں کی برتن گئیں کارخانہ عمران کی طرف بڑھ گیا۔
گنوں کو دیکھ
کہ جو اس کو دیکھ کر شش پرسی لڑکھ گیا۔
"اگر عمران نے ناک کی آواز سننے ہی تیزی سے غوطہ لگایا اور نقاب
پوشوں کی برتن گنوں سے بھرنے والی گولیاں صوفے میں دھنستی چلی گئیں۔ نقاب
پوش ناک سے آگے بڑھے مگر اس سے پہلے کہ وہ
صوفے کے قریب پہنچتے، اچانک صوفہ ہوا میں اچھلا اور ان پانچوں نقاب
پوشوں سے پوری قوت سے ٹکرا گیا اور وہ پانچوں ہی اس سے ٹکرا کر نیچے
پڑ گئے۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریلو کو سیدھا کرتا

ایک کمرے میں تڑا ہٹ کی آواز گونجی اور تین نقاب پوشوں کے
سے بے اختیار تھپہن کھنکیں اور باقی دو نے تڑپ کر کمرے کے
کے باہر چھٹا لگ نکادی۔

اسی لمحے عمران کے روبرو نے شعور اگلا اور وہ نقاب پوشوں میں
ایک دروازے میں سی ڈھیر ہو گیا۔ جبکہ دوسرا باہر نکل جاتے ہیں کامیاب
عمران نے مڑ کر دیکھا تو کسے کے دروازے میں جوہت لہجے میں
پکڑے کمرے میں۔ پہلی گولیاں اس کے روبرو سے گئی تھیں۔

بہت خوب ہوئی! اس کو کہتے ہیں یا فانی کا مافیٰ! —
نے جوہت کی طرف مڑ کر تھیں ابھرتے ہیں کہا

ایک نکل گیا ہاں! — جوہت نے براہ ستر جاتے ہوئے کہا
جوہت کیا سوچ رہی تھی! عمران کے لئے تھیں تھیں جوہت

اور پھر ان سے الٹا ہوا کہ وہ کیا توئی ستر ستر پر مشل پر مشل پر مشل پر مشل
پڑا ہوا تھا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے سامنے پر جو اسیاں
تھیں۔

یہ — مل — مل — لوگ کون تھے! — یہ ان کے لئے
خوفزدہ بھیجے ہیں کہا۔

نقاب پوش تھے — شب بات میں پٹانے پہاتے پھر وہ ان کے
تھے — عمران نے مطمئن انداز میں کہا اور پھر وہ فرش پر پڑے

تین نقاب پوشوں کی طرف بڑھ گیا گولیاں ان کے دلوں میں سوراخ کر گئے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے سرگوشیاں انداز میں جوہت سے مخاطب ہوتے
تھیں اس لئے وہ بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔

تم ریش کو دیکھو ڈاکٹر! — شاید وہ زخمی ہے! — عمران

دروازے میں پڑے ہوئے نقاب پوش کو سیدھا کرتے ہوئے کہا
ارے ال! — ریش کی چیخ تو میں نے بھی سنی تھی! — ڈاکٹر
نے مڑ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کے باہر جاتے ہی عمران نے چاروں نقاب پوشوں کے نقاب ہاری
پوری لوٹ لئے۔ وہ انہیں غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اتنا وہ چاروں ہی کوئی مقامی
محلے سے تھے اور پھر ایک آدمی کے تیرے پر عمران کی نظریں جم گئیں۔ وہ اسے
دیکھ کر گیا تھا یہ یاد رکھنا۔ پیشہ وہ پشاش جس کا اڈہ نیلی پار تھا۔

اتنے میں ڈاکٹر ریش کو اس کے اندر داخل ہوا۔ اور ریش بیہوش تھا۔
میرا رنگ لاف! — ڈاکٹر نے ریش کو دیکھ کر فریادیں کرتے ہوئے کہا

جس ڈاکٹر! — اس بار عمران نے ریش کی طرح مڑا نہ لیجے میں کہا
اور پھر ایک طرف کوئے میں ایک چوہا ایک طرف لڑکے کی دکان دیا۔

ڈاکٹر نے تیسری سے ایک کھول اور پھر وہ ایک انکشن تیار کرنے میں
تھیں۔

عمران نے دیکھا کہ ریش صرف بیہوش تھا اس کے سر پر پشت کی طرف سے
گولیاں بڑھادی گئی تھیں۔

عمران نے جوہت کو آکھڑے اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے
ہوئے کمرے سے باہر آگئے۔ ڈاکٹر ریش کی سر پریشی میں مست تھا اس لئے

نقاب پوش ان دونوں کے داں سے ہانے کا احساس تک نہ ہو سکا۔
تھے — عمران نے مطمئن انداز میں کہا اور پھر وہ فرش پر پڑے

تین نقاب پوشوں کی طرف بڑھ گیا گولیاں ان کے دلوں میں سوراخ کر گئے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے سرگوشیاں انداز میں جوہت سے مخاطب ہوتے
تھیں اس لئے وہ بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔

تم ریش کو دیکھو ڈاکٹر! — شاید وہ زخمی ہے! — عمران

یہاں پوچھا میں ایک چھوٹی سی کار کھڑی تھی۔ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اور پھر چند سی لمحوں میں اس نے تار کی مدد سے اس کا اشارت کر لیا۔

سورف نے کار کی پچاسی سیٹ سنبھال لی اور پھر عمران نے کار کا کمر بچا کھک کی طرف کیا اور کار تیزی سے دوڑتی ہوئی اچھا کک کر اس کے گری کو اب کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ شامہ عتاب پریشان رہی اس کا بندہ ولایت کر دیا تھا۔

ہاں! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ سورف نے اس کے مخالف ہو کر کہا۔

ایکیشی سے پھر تو پتہ چل رہی ہے۔ اور ایکیشی میں تھوڑے کیوں مزہ آ رہا ہے نا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں ہرے سمجھ گیا جواب دیا، تمہارے میں ہلا۔

اُنکی دیر میں کار میں دوڑنے لگی تھی اور پھر عمران نے کار کا اپنے نیٹ کی طرف کر دیا۔ ولایت وہ خود اسی الجھن میں تھا کہ آخر یہ کیا کچھ چل رہا ہے کہ سس اور زور دے۔ تھے ان پر شوت ہو گئے تھے اور پھر اتنے دیر میں کہ ایک تھے کے بعد تو اسی اور پھر مل رہا ہے۔

ولے پاس۔ قسمت ہی تھی کہ ہم اب تک پہنچے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کمر کوئی نہیں چھوڑی۔ سورف نے ایک بار پھر ان کے میرا حساب ہمیشہ گزار رہا ہے۔ اس لئے یہ کمر والے سوال

کے کبھی میں نہیں ہوتے۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کسر رہ ہی جاتی تھی۔ دیکھ کیا وہاں اذلیق میں بھی حساب پڑھایا جاتا ہے۔ عمران نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔ وہاں حساب یہ ہوتا ہے کہ رقموں کے کتنے آدمی ملے۔

جیسے۔ سورف نے جواب دیا۔ بہت خوب۔ بڑا سیدھا سا۔ اور دوستوں کی کتنی باتیں کریں۔

اور آسان حساب ہے۔ مجھے پتہ ہوتا تو میں افسر بقیہ میں ہی جا کر حساب

پڑھتا۔ تو انکو وہ یہاں اور سری کر رہا ہا۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی بار سورف نے کوئی جواب نہ دیا۔ نکلا پر ہے وہ جواب دیتا ہی کیا عمران کی کار واقعی تیز رفتار کی سے نیٹ کی طرف اڑتی چلی جا رہی تھی۔



ایک چھوٹے سے کمرے میں رکھی سوئی میز کے گرد صرف تین کرسیاں پڑی تھیں۔ ان میں سے دو پر دو قوی الجھنیں بیٹھ چکی تھیں جو کتے جیسے تھے۔ کرسی نکالی تھی۔

آخر نزل کو یہ بیٹھے بٹھلے کیا سوچیں کہ وہ اس ایسا ماندہ ملک میں آگیا ہے؟ ایک لمحہ ملکی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور نہ صرف خود یہاں آگیا ہے۔ بلکہ ہمیں بھی بلا بھیجا ہے۔ بھلا

اس ملک سے ہمیں کیا ملنا ہے ————— ہاں حق سے لوگ ہیں یہاں کے
ایک غیر ملکی نے بڑا سامنا بناتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے کو نے میں موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل
ہوا۔ اس کے بال برت کی طرح سفید تھے جو اس کے سرخ چہرے پر بہت
رک رہے تھے۔ سفید بالوں والے کو اندر آتے دیکھ کر دونوں غیر ملکی باتیں
کرتے کرتے رک گئے۔

• سیلو ٹوم اینڈ میری ————— سفید بالوں والے نے سنجیدہ لہجے میں کہا
اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔
• سیلو کوئی ————— دونوں غیر ملکیوں نے مسکراتے آئینے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

• آپ لوگوں کو یہاں تک پہنچنے میں کوئی تھکافت تو نہیں رہی —————
کرل نے بھی مسکراتے ہوئے سوال کیا۔
• نہیں کرل ————— پریشانی کیسے ————— دونوں نے بہ وقت جواب
دیتے ہوئے کہا۔

• کیا تمہیں علم ہے کہ تمہیں یہاں مرنے کا موقع کیا ہے ————— کرل
نے پوچھا۔

• ہم کوئی بھڑکی تو نہیں کرل ————— پس تمہارا بیٹا چھپا اور ہم یہاں
آگئے۔ لیکن اس پسماندہ ملک میں ہمارے لئے کیا چاہیہ ہو سکتا ہے
انہیں سے ایک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

• سنا ————— مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں ہمارے مطلب کی ایک چیز
موجود ہے ————— چنانچہ میں نے اس اطلاع کی چھان بین کی تو یہ بات

یہ کھلی چنانچہ میں یہاں آگیا اور پھر ابتدائی کام کرنے کے بعد اس نتیجے پر
پہنچا کہ ہمارے بغیر مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ————— اس لئے میں نے تمہیں
یہاں بلا لیا ہے ————— کرل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

• آخر وہ کیا چیز ہے ————— ؟ کیونکہ ہمیں بھی تو پتہ چلے ————— دونوں
غیر ملکیوں نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

• یہ ایک فائدہ مند ہے۔ اسے سرکاری طور پر بیک میگزینٹ کا نام دیا گیا ہے
اس کی خاصیت یہ ہے کہ یہ مقناطیس قوت کے بالکل الٹ کام کرتی ہے
یعنی بہت سے لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے دور دھکیل دیتی ہے۔ دوسرے
افطوری میں بیک میگزینٹ جہاں موجود ہو ————— وہاں اس کے دائرہ اثر میں
لوہے کا کوئی ہتھیار داخل نہیں ہو سکتا ————— بلکہ جیسے ہی وہ داخل ہوگا
یہ خود بخود اسے دور دھکیل دے گا اور پھر خاص بات اس میں یہ ہے کہ جس
چیز میں لوہہ بھر بھی لوہا موجود ہوگا ————— یہ اس پر مکمل اثر ڈالے گا اور
اس کو دور سے سے جو بیک میگزینٹ بنایا گیا ہے اس کا دائرہ اثر سو میل
تک ہے ————— کرل نے افسانہ سن کر کہتے ہوئے کہا۔

• اور ————— بڑی شاندار ایجاد ہے ————— بیک میگزینٹ کے دائرہ اثر
کو سو میل سے بڑھا کر ہزار میل تک لے آیا جا سکتا ہے ————— اس میں
مضبب ہے کہ جس ملک میں یہ بیک میگزینٹ موجود ہوگا وہاں دنیا کی کوئی
قوت کوئی ہتھیار استعمال نہ کر سکے گی ————— ٹوم نے تحسین آمیز لہجے
میں کہا۔

• ہاں ————— ایسا ہی ہے ————— اس لحاظ سے یہ فائدہ بولا ہمارے لئے

بے حسرتی ہے۔ کوئی جی بڑا ملک منہ مانگے داموں ہم سے
خارمولا خرید سکتا ہے۔ اور تہاری اصلاح کے لئے یہی بنا
کریں نے دنیا کی تینوں بڑی طاقتوں سے اس خارمولے کی فروخت
لئے ابتدائی بات چیت بھی کر لی ہے۔ تینوں بڑی طاقتوں
کو بولی لگا رہی ہیں۔ اور بات اب یوں کر ہوئی تو اس تک پہنچ
ئے۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کرنل! آنا بڑا سودا۔ واقعی کمال ہے۔ یہ
تماری زندگی کا سب سے بڑا سودا ہو گا۔ یہیں آنا چاہیے۔ ہمارا
پسماندہ ملک یہ کیسے پہنچ گیا۔ پٹنری نے حیران ہوئے ہوئے
یہاں پہنچا نہیں ہے۔ یہیں یہاں کے ایک نور جوان صاحب
کے اسے پہنچا گیا ہے۔ کرنل نے جواب دیا۔
یہاں کے سائنس دان نے دیکھا دیا ہے۔ کمال۔
اتفاق سے ہی ایجاد ہو گیا ہو گا۔ دونوں میں حیران نہ
ہوئے ہیں کہا۔

بہر حال جو کچھ بھی ہے۔ اب یہ خارمولہ یہاں موجود ہے۔
ہم نے اسے حاصل کرنا ہے ہر قیمت پر۔ کرنل نے جواب
ہوتے کہا۔

بالکل حاصل کریں گے۔ بھلا اس پس ماندہ ملک کو کیا
کر آتی قیمتی ایجاد کو اپنے پاس رکھے۔ اور یہاں سے یہ خارمولہ
کرا کوئی مشکل بھی نہ ہو گا۔ یہاں کے لوگ حقہ دار آرمی کا مقنا
کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پٹنری نے غریبہ لہجے میں کہا۔

تہااری بات اپنی جگہ درست ہے۔ پہلے چل میرا اپنا خیال دینی
یہی تھا کہ یہاں سے خارمولا حاصل کرنا مشکل نہ ہو گا۔ یہیں ابتدائی
چھان بین کے بعد مجھے محسوس ہوا ہے کہ یہ آٹنا آسان بھی نہیں ہے۔
تجارتیں سمجھنا آسان۔ اس لئے میں نے تم دونوں کو بلوایا ہے۔
کرنل کے جواب دیا۔

اور۔ کرنل! تم اب لوڑے بڑے جا رہے ہو۔ بھلا
حقہ دار آرمی کا مقنا کوئی کر سکتا ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں
حقہ دار آرمی اور سٹار برادر کا نام سننے ہی ہاتھ پاؤں پھیٹھتی ہیں۔ اور یہ
پسماندہ اور احمق ملک۔ پٹنری نے جواب دیا۔
آپ نے لہجہ میں کہا۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ ہم نے یہ خارمولا حاصل کرنا ہے۔ اور
دوسری بات یہ کہ ہم نے جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اس خارمولے پر
قبضہ کرنا ہے۔ اگر دنیا میں موجود محکمہ تنظیموں یا بڑی طاقتوں
کی سیکرٹ سرورسز کو اس خارمولے کی محکمہ کی خبر ہو تو پھر وہ سب میدان
میں کود پڑیں گی۔ کرنل نے کہا۔

تمہارا ملک ہے کہ حقہ دار آرمی کا محکمہ جس فاسٹ ایکشن یہاں کلام میں
لایا جاتے۔ قوم غم نہ دیکھتے ہوئے کہا۔

اے! سوائے فاسٹ ایکشن کے گزارہ بھی نہ ہو گا۔
صرف فاسٹ ایکشن سے ہی خارمولا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کرنل نے
مر ملائے ہوئے کہا۔

اوہ! بھلا۔ فاسٹ ایکشن کی بات طے ہو گئی۔ اب تم

ایک غیر ملکی نے کہا

اور پھر اس سے پہلے کو کرنی کوئی جواب دیتا۔ اچانک مکتب میں ہنگامہ
 سیئی کہ آواز گونج اٹھی کرنی تھوڑے دم میں کمر بستہ میں بلاتھا والا اور پھر حکایت کہیں
 تھا پچھتاہٹا وہ باہر نکال لیا یہ جیدہ قسم کا لڑائی خیز تھا جس کا دائرہ کار وسیع
 ملک تھا۔

لو میرے خیال میں علی عمران کا تہہ صاف ہو رہا گیا ہے۔ یہ اسی
کے متعلق اظہار ہوئی۔ کنز کے منکرات سے جوئے کیا اور جہدوں سے
بچنے کے کرنے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا جن دہاویا
جن دیتے ہی سینے کی آواز جو اس بچے سے نکل رہی تھی کہ ہم غم
اصابت مراد آواز ابھرا آئی

سیر — راجہ جیہاں اور — ہمارے واسے کے لیے میں نے اس کی
گھیرائی ہے تاکہ اس کو جوڑ دیتا۔

کرنل پبلک اور کرنل نے پڑے سکھانے لہجے میں کہا
کرنل: یہاں آؤں گا کہم میری گیت اور دایر کے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

کراچی کے لیے میں تعجب کے ساتھ ساتھ غصیدین بھی اس جہاں آیا تھا۔

مکمل آواز پہلے گروپ نے منسوبے کے مطابق علی عمران کی کار کے سامنے اپنا کبڑا رکھ کر دیا۔ لیکن عمران نے سپریشن کار پر وقت بیک لی اور ٹکرنہ ہوئی۔ اس پر اس کی کار پر ہم چھٹکا گیا اور کار تباہ ہو گئی۔ دوسرے گروپ نے جب پہلے حملے کے نتائج کی چیکنگ کی تو

معلوم ہوا کہ وہ دونوں کار تباہ کرنے کے باوجود بچا گئے ہیں۔ — اور ان اور
اس کا بیگرو سنا تھی۔ — چنانچہ دوسرے گروپ نے بیگرو پر کار پڑھا دی
لیکن وہ بچ گیا۔ — اور پھر کار پر سے ان دونوں پرستشیں گئی سے
فائرنگ کی گئی اور تیسرے گروپ نے جب اس کا نتیجہ جیک کیا تو معلوم ہوا
کہ گروپ پر خون موجود ہے مگر اس کی مقدار تصدیق تھی۔ — چنانچہ یہ
سمجھ لیا گیا کہ دوسرا حملہ ناکام ہو گیا ہے۔ — اس پر خون کی حد سے ان
کو لڑیں کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ نہ تو بچی نہ لڑی فائر میں موجود ہیں۔ — چنانچہ
تیسرے گروپ پرستشیں لیں گے کہ اس فائر میں پہلے دوڑا۔ — لیکن نتیجہ یہ ہوا
کہ گروپ کے چار افراد مارے گئے اور باقیوں میں بھی مشکل سے اپنی جان بچا کر
وہاں سے الٹ سکا۔ — اس نے ابھی ابھی مجھے اس امر کی رپورٹ کی ہے
اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کروں۔ — اور — راجہ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور یہ آؤں میں ہمارے ہی ماتھے گئے۔۔۔۔۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے؟
کرنل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا:

اب کچھ ایسے ہی رہا ہے۔ اور ہمارے لئے یہی انتہائی
حیرت انگیز ہے۔ اور راجہ نے جواب دیا۔

سوال کیا۔
اچھا اب یہ بتاؤ کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ اور ————— پر کون سے

وہ سوائے اپنے فلیٹ میں جانے کے اور کہاں جا سکتا ہے

میں نے اس کے فلیٹ کا پتہ چلا لیا ہے۔ وہ گنگ روڈ کے فلیٹ میں رہتا ہے۔ اب اگر آپ کہیں تو اس کے فلیٹ پر بھر پور کر دیا جائے۔ اور راجہ نے پرچھا۔

اے کہو کہ اب اس کے محلے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم خود اسے سنبھال لیں گے۔ ایک غیر ملکی نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کے راجہ! فی الحال اس بارے میں کوئی مزید اقدام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہاں منصوبہ بنانے کا اور پھر اس کے حالات جانے لگی۔ اور کرنل نے جواب دیا۔

اور کے کرنل! بہر حال اس کے بارے میں ہم سوچتے ہیں کہ اس میں خود بھی اس کام میں ملوث ہو گیا ہوں۔ اس کے لئے میں نے ایک کوئی منصوبہ بنایا۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ میں خود اس پر چڑھا کر رہوں اور راجہ کے کہے۔

تم اپنی مرضی سے جو چاہو کرتے رہو۔ میں اس سے کوئی مطلب نہیں۔ اس منصوبے کے لئے انہیں بہترین معاوضہ دیا گیا تھا۔ یہ کہ تم اسے آدمی بھر بھی ناکام رہے۔ اس کے بارے میں ہم تم سے کچھ نہیں کہیں گے۔ اور تمہارے لئے یہ معاوضہ دیا جائے گا۔ لیکن تمہیں ہمارے منصوبے کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ سب کے لئے اور کرنل نے فیصلے اپنے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ اور میں اس

آپ کے احکامات کا پابند ہوں۔ اس لئے میں خاموش رہوں گا۔ لیکن جب آپ کام سے ہٹ جائیں گے۔ پھر میں آزاد ہوں گا۔ اور راجہ نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اور اینڈ آف! کرنل نے کہا اور پھر انہیں سلا میں آت کر کے اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

تو یہ تھا آپ کا پہلا منصوبہ۔ جو رتی طرح ناکام ہو گیا ہے۔ ایک آدمی نہیں مل سکا۔ دونوں غیر فیکٹوں نے بڑا سا منہ جلاتے ہوئے کہا۔

تم اب جو چاہو کہو۔ بہر حال میں نے اپنی سمجھ کے مطابق منصوبہ بنایا تھا۔ کرنل نے شرمندہ سے ہنسنے لگا۔

کچھ کرنل! یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ تم شکار تلاش کرو اور پھر اس شکار کی فروخت کے بارے میں بات چیت کرو۔ شکار حاصل کرنا ہمارا کام ہے۔ تم نے خواہ مخواہ آگے بڑھنے کا ارشاد نہیں کیا اور نتیجہ دیکھ لیا۔ اب علی عمران جو کتنا ہو گیا ہوگا! ایک غیر ملکی نے مسرت سے ہنسنے لگا۔

ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری۔ واقعی میں نے معذور آدمی کے اصولوں سے ہٹ کر کام کیا ہے اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ کرنل نے بالکل سی سٹیڈ ڈالنے سے کہا۔

کرنل! تم اب اس علی عمران کو ہم پر چھوڑ دو۔ ہمارے لئے کوئی اہم مسئلہ نہیں۔ ہم اپنے غور پر نہ صرف اسے پکڑیں گے بلکہ اس سے سیکرٹ سروں کے ہرڈ کاڈر کا پتہ بھی پتہ لیں گے۔ تم صرف

میں یہ بناؤ کہ اس فارمورے کی کوئی پہچان وغیرہ ہے۔ تاکہ ہم اسے
کرتے وقت یہ سمجھ جائیں کہ یہی ہمارا ٹارگٹ ہے۔ ایک غیر ملکی لے کر
ہاں!۔ اس کی فال پر بنی۔ ایم نکلا ہوا ہے یعنی بیک میگزین
اور یہ اس کی پہچان ہے۔ اور یہ فارمولا یہاں تک مجھے پتہ چلا
سیکریٹ سروس کے سید کوڈرٹر کے سرگرم روم میں موجود ہے۔
کے جواب دیا۔

اور کے کزن!۔ اب تیس اجالت۔ باقی کام ہم خود ہی کر
گئے۔ ان دونوں غیر ملکیوں نے کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا
اور کے!۔ اگر یہ ملکی کرسیوں کی صورت پتہ آئے تو راجے سے
سوال دے کر بات کر سکتے ہو۔ راجہ جی ارا کا ملک ہے۔
نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

نہیں!۔ راجہ ایک کام میں نا کام ہو چکا ہے اور ہم نے اس سے
لینے کے قائل نہیں۔ ہم اس کا انتظام بھی خود ہی کریں گے۔ ایک
غیر ملکی نے بڑا سا متنباتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ یہ حال مجھ سے راجہ نام ملک
میں اس دوران یہ کوشش کروں گا کہ یہ کوڈرٹر۔ یا۔ سیکریٹ سروس کے
کس بڑے کو ملے کر لوں۔ کزن نے کہا۔

ہاں!۔ تم یہ کام کر سکتے ہو۔ ان دونوں نے سر ہاتے ہوئے
کہا اور پھر وہ دونوں کزن سے مہافور کے تیز تر قدم اٹھاتے گئے۔
کھتے چلے گئے۔

تنویر اور جولیا میں آجکل بڑی گہری چھین رہی تھی۔ جب سے جولیا کو
اس بات کا علم ہوا تھا کہ تنویر اس کی عزت بچانے کے لئے اپنی جان پر کھیل
کر رہا تھا تب سے جولیا کا رویہ تنویر کے ساتھ بالکل ہی بدل گیا تھا۔ وہ اب زیادہ
وقت تنویر کے ساتھ ہی گزارتی تھی۔ اور تنویر کی تو دنیا ہی بدل گئی تھی۔ اس
کے پاؤں زمین پر نہ گتے تھے۔ نئے سے نئے سوٹ پہنے۔ عطر میں لہا
ہوا وہ جولیا کے ساتھ مختلف کنبوں میں گھومتا رہتا۔

آج بھی وہ آگے بڑھ کر کے رومان پرور مال میں بیٹھے کافی کی چمکیاں لینے
میں مصروف تھے۔ تنویر کے کھنسی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کا
سرخ و سفید چہرہ مست سے دک رہا تھا۔

”مس جولیا!۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں؟“
تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

موجودگی کسی بہت بڑے خطرے کی نشاندہی کرتی ہے۔ — تنویر نے کہا
 سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“ — جو لیا نے چونکتے ہوئے پوچھا
 ”میں ان سے پرانا ہلہ چکنا چاسا ہوں۔ — آج یہ میرے ہاتھوں سے
 بچ کر نہیں جاسکتے۔ — تنویر کے لہجے میں دبا دبا جوکھش تھا وہ شہ
 جو لیا کی وجہ سے فوراً ہی ان دونوں سے بھڑبھانا چلا۔ تاہم اس کا جو لیا پرانی
 کارکردگی کا رعب ڈال سکے۔

”نہیں! — ہمیں اس طرح براہ راست کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے
 ہم ایک کھان کی موجودگی کی اللہ کا دیتے۔ — پھر یہ وہ کچھ
 جو لیا نے تنویر کو دکھا دیا۔

”نہیں مس جو لیا! — ایسا موقع پھر نہیں آنا۔ اگر ایک بار ہاتھ
 سے نکل گئے تو پھر ان کی پہچان میں بھی نظر نہیں آسکیں گی۔ — تنویر نے
 سخت لہجے میں کہا اور چہرہ وہ جب میں ہاتھ ڈالنے پر ہی سے کاہن کی آواز
 چلا گیا۔ مجبوراً جو لیا بھی اس طرح ہی جوتی گئی۔ تنویر کی جراتیت یہ غصہ آراہ تھا
 وہ خواہ وہ ان دونوں سے بھڑبھانا چاہتا ہے۔ سو سکتا ہے۔ ایکسپلر اس کی
 اہانت نہ دیتا۔

”تنویر تیز قدم اٹھاتا ان دونوں فیس۔ — ٹکلیوں کی پشت پر پہنچ گیا۔ وہ
 وہ توں شراب کے جام ہاتھوں میں پکڑے خاموشی سے چھکیاں لینے میں مصروف
 تھے۔

”سند براہ! — ہو شاید مر جاؤ۔ — میا نام تنویر ہے اور میں نے
 تم سے ایک پرانا ہلہ چکنا ہے۔ — تنویر نے ان کی پشت پر کھڑے ہو کر

بڑے سخت لہجے میں کہا اور وہ دونوں اس بڑی طرح چونکتے کہ شراب چھٹک
 کر ان کے کپڑوں پر جا گری۔ ان دونوں نے ایک چھپکنے میں جام میز پر رکھے
 اور انتہائی تیزی سے مرا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ اب تنویر سے تنویر کو دیکھ رہے
 تھے جو ان کے سامنے پیر چھپانے لگا۔ لہجہ کی طرح کھڑا تھا۔
 ”تمہیں کھانا نہیں ہوتا ہے سسٹرا۔ — ہمارا نام سسٹرا براہ اور نہیں
 ہے۔ — ان میں سے ایک نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 مگر دوسرے نے تنویر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تنویر کی تیزی سے گھوما اور ان میں سے
 ایک اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تنویر کا انداز دار محتشر پوری قوت سے اس کے
 چہرے پر پڑتا تھا۔ محتشر کی آواز سے ال میں بیٹھے ہوئے افراد چونک پڑے۔
 تنویر نے ایک فیر کل کو محتشر مارنے کی انتہائی چھرتی سے لات گھا کر دھڑک
 فیر کل کے سوسن لادنی چاہی۔ مگر وہ سوسن فیر کل سبیل چکا تھا۔ اس نے انتہائی
 تیزی سے غلط لگایا اور پھر سوئے ہوئے تنویر کی پشت پر اس کی لات پڑی اور
 تنویر چل کر تھک پڑی۔ سوسن فیر کل جا گیا۔

”خیر۔ — تم نے ہی کھانا کھا لیا اور چہرہ کس بازیگر کی طرح الٹ کر دیا
 گیا اور اس کی تھکائی ہوئی کھانسی کیونکر سب فیر کل نے انتہائی چھرتی سے
 ہاتھ میں پکڑا ہوا تختہ تنویر پر چھپا دیا۔ تنویر ایک اس جگہ جہاں ایک لمحہ
 سے تنویر کی پشت میں۔ اگر تنویر الی تھک بازی نہ کھاتا تو اس کی پشت میں نہج یقیناً
 تھک کر جاگ لگا۔ ان کے جھگڑے کی وجہ سے ال میں جھگڑے کی چٹائی اور سب
 ٹک سخت کر ایک ہون ہو گئے۔

”خیر سسٹری کھانا ہی کیا کر سیدھا ہو ایک فیر کل نے تیزی سے اپنے جسم
 کو دائیں طرف چھپا لیا اور تنویر لا شعوری طور پر بائیں طرف چھپا۔ سسٹری نے دوسرے

غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے بائیں طرف جھٹک کر تنور کے پہلو میں ٹکڑا ہوا
مٹو تنور کا جسم کمان کی طرح مڑا اور اس نے نہ صرف اپنے آپ کو اس کے
بچا لیا بلکہ اس کے دونوں بلاتے انتہائی پھرتی سے سمیٹے اور اس کے بلاتوں کی زور
لگا کر دونوں غیر ملکی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر گئے۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ اچانک دل میں ایک دھڑکن
سی سنائی دی۔ لیکن وہاں اس دھڑکن کی کس پرواہ تھی۔

ان دونوں غیر ملکیوں کے نیچے گرتے ہی تنور تیزی سے اچھلا اور پھر ان
کا ایک پیرو پیرو تڑپنے سے ایک غیر ملکی کی گردن کو رگڑا چلا گیا۔ جبکہ دوسرے
غیر ملکی کے سینے پر ضرب پڑی اور دونوں غیر ملکیوں کے صحت سے ملنے لگی تھیں۔

تنور جس طرح کے تیزی سے پٹا مگر شاداب اس کا ستارہ گردش میں آ گیا
مٹا کر جیسے ہی وہ مڑا، ایک غیر ملکی نے انتہائی چوکی سے اس کی ٹانگ کی پٹائی اور
دوسرے نے تنور کے بنی زمین پر جاگڑا اور پھر دونوں غیر ملکیوں نے کرہ مت
پہل اور اس پر سوار ہو گئے اور اسی لمحے تنور کے صحت سے نمودار ہو جانے لگی اور اسی
لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے سائین سنائی دینے لگے تو دونوں غیر ملکی انتہائی
پھرتی سے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی انہیں روکا
وہ مین گیٹ سے باہر دوڑتے چلے گئے۔ اور چند ہی لمحوں میں باہر آ کر صوبے میں
نائب ہو گئے۔ تنور کے پہلو میں خیر گسٹا ہوا مٹا اور فرش پر پڑا تو پٹا رہا تھا۔

جولیا بولیٹ کے قریب ہی کھڑی تھی اس نے ایک نظر تنور پر ڈالی جو
فرش پر پڑا تو پٹا رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے ان دونوں غیر ملکیوں
کے پیچھے لپک گئی۔ تنور کو اس نے وہاں دو بھرا افراد پر چھوڑ دیا کیونکہ اسے علم

مٹا کر تنور کو تیزی سے ادا دل جائے گی لیکن یہ لوگ اگر ہاتھ سے مل گئے تو پھر
اس میں شک نہیں کہ انہیں ہر حال میں ہار جائے گا۔

چنانچہ جولیا تیزی سے اپنے کھلی اور پھر اس نے ان دونوں کو جھاگ کے باڑے پانچ
کی شمالی دیوار کی طرف دوڑتے دیکھا اور پھر اس نے ان دونوں کو اچھل کر دیوار
پر چڑھتے اور دوسری طرف کودتے دیکھ لیا۔

جولیا ان کے پیچھے جانے کی بجائے تیزی سے گیٹ کی طرف دوڑتی چلی گئی
اور پھر چند ہی لمحوں میں اس نے کونے میں کھڑی ہوتی سیاہ رنگ کی جھوٹی سی
کانا اور کان کھڑا اور پھر دوسرے لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور غمازی
تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دائیں طرف کے چوک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جولیا
نے اس کے کار کی جھانک دیکھی اور اسے اندازہ ہوا تھا کہ جس طرف سٹار
براڈ کوڑے سے اسے اس وقت چوک کی تھی وہ اسی چوک پر آ کر کھتی تھی۔ اس نے
جولیا سے بھی اس چوک کی طرف ہی آتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ سٹار براڈ
وکی ٹانگ پر گھسے گا اور وہاں ہی رہے گا۔ اس نے اس کی سے سٹار براڈ کوڑے کو بچھتے دیکھا۔
دونوں چوک کے قریب کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور ٹیکسی تیزی سے
آگے بڑھتی چلی گئی۔

جولیا نے کار اس کی پیچھے لگا دی۔ رات آدمی سے زیادہ گتہ چلی
تھی اس نے سڑکوں پر ٹریفک بے حد کم تھی اس سے وہ بغیر بقیان ہلاتے ان
کا تعاقب کرتے جا رہی تھی۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک ایک ایسی سڑک پر گھوم
گئی جو اس کو جیل کی طرف جاتی تھی اور ایسے وقت میں وہاں کسی ٹریفک کا کوئی
سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے جولیا صرف میران سڑک کی دوسری

جیسی کا آفتاب چھوڑ سکتی تھی وہ آگے بڑھتی پہلا گئی۔

پھر جیسے ہی اس کی ہر ایک موڑ مڑ کر سیدھی ہوئی، اچانک وہ جھانک کر
آؤلاستانی دیکھی اور جویا کی کار روکھڑے لگی۔ جویا نے بڑی مشکل سے ٹیئرنگ
کنٹرول کیا اور کار ایک طرف روک لی۔ جویا صورت حال کو سمجھ گئی تھی کہ کار کا
گولی مار کر بھاگا گیا ہے۔ اس لئے کار رکھتے ہی اس نے آستہانی تیزی سے
دروازہ کھولا اور سڑک کے کنارے موجود بھانڑیوں میں چھانک دیکھا۔ وہ دیکھ
وہ آگے بڑھتی پہلا گئی۔ اب یہ اتفاق سی تھا کہ اس کی جیب میں بڑا لورسٹر
نہ تھا کیونکہ وہ تو سوت تفریح کر رہی تھی۔

کافی دور تک بھانڑیوں میں بھاگنے کے بعد جویا ایک بھانڑی کی اوڑھن
سڑک کی طرف دیکھنے لگی کہ اچانک کسی نے اس پر چھانک دیکھا۔ وہ بھانڑی
سے پیٹے کو ہٹا کر سیدھی اس کی گردن کی ٹھٹھکی میں جھکائی پہلا گئی اور جویا
گھٹ کر پشت کے بل زمین پر پڑی۔ سگڑا نے بھٹ بھٹکے ہیں اسے
آپ کو سنبھال لیا اور پھر نیچے گرے۔ یہ سگڑا نے آستہانی حرکت سے تھلا ہوا
کہانی اور اس کی گردن سے تھلا ہوا۔

مگر اس سے پہلے کہ جویا اسٹی اسے پکارتے والا بھی ہے۔ وہ پھر تھلا
جیسے ہی جویا کی گردن اس کے ہاتھ سے آزاد ہوئی، اس نے لٹو کی حرکت اپنے
بجھ کر گھمایا اور اس کی دلوں میں گھٹن ہوئی۔ جویا کے پیچھے پڑی اور وہ
جیت لڑے۔ اس کے بل لٹاؤ میں جاگری۔ مگر نیچے گرے ہی جویا تیزی سے
تھلا ہوا تھا۔ اور اسے پکارتے والا جس نے اس کے نیچے گرے ہی اس پر
چھانک دیکھا۔ تھی مین اس جگہ منہ کے بل آگرا تھا۔ ایک لمحہ پہلے جویا گری
تھی۔ جویا تھلا ہوا تھا۔ کھا کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اسے پکارتے والا اتنی پھرتی سے

کھڑا ہونے میں کامیاب نہ ہو سکا اور جویا نے اس پر چھانک دیکھا۔ وہ اس
کے دلوں پر پوری آفت سے اس کے سینے پر پڑا۔ اور اس آؤلی کے تعلق سے
جیت لٹو گئی۔

جویا دوسری چھانک دیکھا۔ اگلا نے کی نیت سے ہوا میں اچھلی رہی تھی کہ اس کی
پشت پر پوری توت سے ضرب لگی اور جویا اچھل کر منہ کے بل زمین پر جاگری
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اسٹی اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جویا نے
سجھ کر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ سگڑا دیکھ اور ضرب اس کے سر پر پڑی اور
جویا دوسری تھلا ہوا میں تھلا ہوا گیا۔



عمرانی کار وہاں پہنچے۔ فلیٹ کی طرف دیکھ کر بار بار تھلا اس کے ذہن
میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ ایک یہ کون لوگ اس پر تھلا پڑ توڑ حملوں میں مصروف
ہو گئے ہیں۔ اس کے دیکھنے پر ایک خندے کو پہچان لیا تھا اس لئے اس
کے ذہن میں صرف آسان خیال نہ رہا تھا کہ وہ دیکھنے پر اس کے ذہن نے ان لوگوں کا کھڑے
حال سے گا۔ لیکن اس سے پہلے وہ اپنے فلیٹ کی خبر لیا تھا تھا اسے خطرہ
تھا کہ کہیں ان لوگوں نے سیمان کے ساتھ کوئی غلط حرکت نہ کی ہو۔

اپنے فلیٹ سے ٹھوڑی دور پہلے عمران نے کار روک دی اور پھر جھڑپ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

جھڑپ! — تم اتر کر فلیٹ میں جاؤ۔ اور سلیمان کا پرست کر
آؤ۔ عمران نے جھڑپ سے بید بخیدہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے ہاں۔ جھڑپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
کار سے نیچے اترتا اور تیزی سے چلتا ہوا فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گڑ گڑ
اس کے جسم میں جین جھپوں پر ٹانگے لگاتے تھے لیکن جھڑپ اپنی بے پناہ قوت
ارادی کی وجہ سے اس طرح چل رہا تھا جیسے اس کے سر کو کسی نے چھ
ٹک نہ ہو۔

عمران کی نظریں جھڑپ پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے شعور تھا کہ کہیں جھڑپ نے
فلیٹ کا محاصرہ نہ کر رکھا ہو اور ایسے ہر خطرے سے بچنے کے لئے وہ چھوٹی
درج تیار تھا لیکن جھڑپ فلیٹ میں جا کر ٹھوڑی دیر بعد ہی واپس آ گیا
اور اس سب ٹھیک ہے ہاں! — یہاں باہر کی ٹانے میں گھس
ہوا ہے۔ جھڑپ نے کار کے پاس پہنچ کر کہا۔

نہ کہہ۔ بیٹھو کار میں۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
پھر جھڑپ کے کار میں بیٹھے ہی اس نے کار تیز رفتاری سے آگے بڑھا دی۔
ہاں! — اب کہاں کا پتہ لگام ہے؟ جھڑپ نے میٹھے
ہی پر چھا۔ اس بار وہ عمران کے ساتھ والے بیٹھ رہ بیٹھا تھا۔

یاد! — منت کی کار میں پھول مل گئی ہے۔ فلاسے ہی کر لیں
عمران نے سگراتے ہوئے جواب دیا اور جھڑپ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران ٹنٹ سڑکوں پر کار دھڑاتا ہوا ٹھوڑی دیر بعد ریگی بار کے کپڑے میں

داخل ہو گیا۔ کار اس نے پارکنگ میں چھوڑی اور فوراً جھڑپ سمیت نیچے اتر کر
اپنے مین گیسٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سات کالی گنہ جاتے کے باوجود ریگی بار کا مال پوری طرح بھرا ہوا تھا۔
بیس سال میں کوئی شریف آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ سب ہی جرات کی دنیا سے تعلق
رکھنے والے لوگ وہاں براجمان تھے۔ ہر میز پر فٹنڈوں کے درمیان کسی نہ کسی
مذاہب نے قریہ ڈالا ہوا تھا اور کستی شارب اور چرس بھرے سگریٹوں کی بو سے
پورا مال بھرا ہوا تھا۔

عمران یہ سنا کاؤسٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لمبی لمبی ٹیم آدھی کھڑا بڑی
بڑی سے تمام جھڑپ کو سنا رہا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور بڑی بڑی
مکھنیں نیچے کوٹھی ہوئی تھیں۔ اس نے گہرے سرخ رنگ کی بنیان پہنی ہوئی
جلی میں ایک خوبصورت لڑکی کی نیم لڑکی تفسیر بنی ہوئی تھی۔

راجہاں ہے؟ — عمران نے کاؤسٹر پر پہنچتے ہی اس سے
مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے نہیں معلوم۔ سرخشاہ کاؤسٹر میں نے بڑے بے نیازانہ
انہار میں دھنکتی ہوئی نظریں عمران پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوبارہ جام
بھرنے میں مصروف ہو گیا۔

میں پوچھ رہی ہوں۔ راجہاں کہاں ہے؟ عمران نے کاؤسٹر
پر اتنے زور سے مکر مارے ہوئے کہا کہ کاؤسٹر پر رکھے ہوئے جام اچھل کر
نیچے فرش پر جا گرے۔

جواب میں کاؤسٹر میں نے اپنی طرف سے بڑی چھتی دکھانے کی کوشش
کی تھی اس لئے ایک بوتل اٹھا کر عمران کے سر پر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن

عمران تیزی سے ایک طرف بٹ گیا اور بوتل کاؤنٹر پر ٹنگ کر ٹوٹ گئی۔
اس سے پہلے کہ کاؤنٹر میں کاہنہ واپس آتا، عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا۔
دوسرے لمحے لیمپ شیم کاؤنٹر میں کوگردن سے پکڑ کر اسے زور سے آگے
طرف جھٹکا دیا کہ وہ کاؤنٹر پر سے پھسلتا ہوا ال کے فرش پر آگرا۔

آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں کہ راجہ کہاں ہے؟ — عمران
لور سے دھاڑا کہ اس کے دھاڑنے سے ہل کر کچ اسٹاف ال میں ابھرنے۔
قیقہ عمران کی دہی دھاڑ سے یکدم دم توڑ گئے اور ال میں موجود سب لوگوں
ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کاؤنٹر میں نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ سخت
ثبات سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے جیسے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں۔
نے اٹھتے ہی تیزی سے اچھل کر عمران کی ٹانگ پر ٹکرائے کی کوشش کی۔
عمران اس کی طرف سے ہستے ہستے چل کے پورے طور پر تیار تھا۔
جیسے ہی کاؤنٹر میں سے نکلنے کی کوشش کی، عمران نے استہلال ہو

سے گھٹنا موڑ کر کسی کی ٹانگ پر چڑھ دیا اور کاؤنٹر میں بیٹھ مار کر لپٹ کے پل
پر جاگرا۔ اس کا جسم درد کی شدت سے کمان کی طرح جھک رہا تھا۔ اور چہرہ
سے پچھلے کو دم مٹتا، عمران ایک لمحے کے لئے جھٹکا اور دوسرے لمحے لیمپ
کاؤنٹر میں اس کے اٹھنے پر اٹھا جھٹکا اور عمران نے اسے سر سے جھٹکا
پورے قوت سے گھما کر سر کے بل فرش پر دے مارا اور کاؤنٹر میں کاہنہ اٹھا
دھماکے سے پختہ فرش سے ٹکرایا اور کاؤنٹر میں کے معلق سے جھٹک چکا
گئی اور پھر اس کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

اسی لمحے کئی ویٹر تیزی سے عمران پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔

بوتل کے پریشروں سے دونوں دیواروں تکال کر سیدھے کر لئے۔
خیردار! — اگر کوئی آگے آیا تو گولیوں سے جھون ڈالوں گا۔ —
خے کو کار ایجن میں کہا اور آگے بڑھتے ہوئے ویٹر دیواروں کی ایک جھلکے سے
دک گئے۔

کہاں ہے راجہ؟ — عیدی تیار؟ — دہہ تم سب کا یہی حشر
ہر گز۔ عمران نے اٹھ بھاگ کر ایک ویٹر کی گردن پھینکی اور اسے ایک
پھٹکی مار دی۔ کتا میں اٹھاتے ہوتے کہا۔

کون تجھے پوچھ رہا ہے؟ — کس کی موت آئی ہے؟ —
ایک ایک کے شمال میں سے ایک دھاڑ سنائی دتی۔

اور پھر عمران نے جھٹکے کے کوئی اور چٹیک دیا اور اس کی نگاہیں
اس طرف گھوم گئیں۔ دوسرے آواز آئی تھی اس نے ایک گیند سے ناکٹس کو
اڑا ہوا آتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر رتوں کے بے پناہ نشانات نمایاں تھے
اور اس کا انداز بکا رہا تھا کہ اس کی تمام عمر اس طرح کی روائی میزرائی میں رہی
گزری ہے۔

اسے عمران صاحب آپ؟ — آنے والے نے قریب آ کر بڑے
تعب سے اٹھا میں کہا اس کا ابھر یکدم بدلی گیا تھا۔

تمہارا نام راجہ ہے؟ — عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

جناب! — خادم کو ہی راجہ کہتے ہیں۔ آپ خادم کو نہیں پہچانتے
لیکن خادم آپ کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ کئی بار قیام میں صاحب کی وجہ سے
آپ سے تعارف ہو چکا ہے۔ راجہ کا انداز اتنا سرو باز ہو گیا تھا کہ عمران

کے لیوں پر طنز مسکراہٹ ابھرا آئی۔ وہ اس ٹائپ کے انڈیا کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔
اسے معلوم تھا کہ راجہ نے اپنا المانہ کیوں بدلا ہے۔ یہ لوگ دوسروں کے سامنے
اپنا بھرم رکھنے کے لئے بیٹھتے ہیں انما ز اپنا تے میں اور پھر موقع ملے ہی پڑا
دھڑکتے ہیں۔

بارٹلی کہاں ہے؟ — عمران نے سپاٹ لیجے میں پوچھا۔

بارٹلی! — وہ تھوڑے کھوس بدعاشی — وہ تو کئی روز سے یہاں

نہیں آ رہا۔ اس جیسے تھوڑے کھوس آدمی سے آپ کو کیا کام پڑ گیا۔

خادم کو حکم دیجئے۔ راجہ نے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دینا
سوچتے کہا۔

”سنو راجہ! — میرے سامنے اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

میں جانتا ہوں کہ بارٹلی تباہے پاس کام کرتا ہے۔

مجھ پر صبر کرنے کی ہر بات کہتی — میں صبر سے پوچھتا ہوں کہ

کس پارٹی کے لئے یہ کام کر رہے ہو؟ — عمران کے مات مات

بات کتے سوتے کہا۔

آپ میرے دفتر میں تشریف دیجئے۔ — دان الینان سے آئی

ہوں گی۔ — یقین کیجئے، مجھے جو کچھ معلوم ہے میں سب کہہ تا ہوں گا

میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ — آپ سے اتفاق مول لے کر میں

کا دبا کا نام نہ نہیں کرنا۔ — راجہ نے بڑے مردانہ لہجے میں جواب دینا

ہوتے کہا۔

لیکن راجہ کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک عمران کی تیز نگاہوں سے

نہ چھپ سکی۔ اس کے لیوں پر معنی غیر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

— ٹھیک ہے۔ — چلو دفتر میں چل کر بتا دو۔ — عمران نے جواب

دیا اور پھر راجہ کے اشارے پر وہ بکثرت سمیت اس کے پیچھے چل دیا۔

موجودہ ہر غلطی بڑی حیرت سے راجہ کو دیکھ رہا تھا اور وہ سب آپس میں اشارت

کرتے میں مصروف تھے۔ انہیں شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ راجہ یوں یکدم جھجکی

کیوں بن گیا ہے۔ کیونکہ راجہ کے متعلق غیر زمین دنیا کے لوگوں میں یہ بات مشہور

تھی کہ وہ انتہائی سفاک — بہتہ چوٹ — اور اکتا و دغا آدمی ہے۔ راجہ کو

ملا کہ اس نے آئے ہوئے کچھ زیادہ دھڑلے گرا رہا تھا اس نے رنگی بار اس کے

سابقہ ملک سے غرو لیا تھا اور پھر یہاں آئے ہی اس نے پے در پے والی حکومت

کے بڑے بڑے مفاد پر فطرت کی بڑی طرست مرست کر ڈالی تھی۔ اور اب تو لوگ

راجہ کے نام سے بھی خوف کھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رنگی بار واحد اڈہ تھا جہاں

کوئی جھگڑا نہ ہوتا تھا۔ لوگ شراب کے نش میں بہرست ہونے کے باوجود لا شعوری

تصویر اپنے آپ کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ اور آج وہی راجہ عمران کے سامنے جھجکی

پلی بنا رہا تھا۔

عمران ان لوگوں کے تاثرات کو براہمتا اور اسے یقین تھا کہ راجہ دفتر میں

ماستری موقع پا کر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرے گا۔ کیونکہ اس کے ذہن کے

مطلقات راجہ جیسے بدعاشی جو موقع محل کی مناسبت ضرور کر اپنے دماغ کو ٹھنڈا

کر لیتے تھے۔ اور دوسرے بدعاشوں سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوتے تھے

لیکن ظاہر ہے عمران اس کے باوجود پیچھے ہٹنا نہ جانتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد راجہ انہیں لے کر اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ یہ ایک

خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے گرد چار پانچ کرسیاں رکھی

ہوئی تھیں۔ دیواروں پر عورتوں کی عرباں تصاویر اور بڑے بڑے پوسٹر لگے ہوئے

三

"تشریف رکھتے"۔ راجو نے مسند کے پیچھے رکھی ہوئی اپنی ٹانگوں پر
 کرسی بیٹھاتے ہوئے دوسری کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 "مرزا ایک کرسی کو کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا۔ جوزف بیٹھنے کی بجائے
 کے پیچھے بڑے چوکے امانار میں کھڑا ہو گیا۔

آپ بھی بیٹھیں! — راجو نے حور سے مخاطب ہو کر کہا۔
تم ایسے بات کرو — میری ٹکڑ کرو! — حور نے تھکا کر
لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

آپ کی مرضی — ان عملوں کا جواب — پہلے یہ تمکین کا کیا
 کیا جائے گا؟ — راجہ نے عزائم سے مخاطب ہو کر کہا
 دیکھو راجہ! — میرے سامنے یہ اداکاری کرنے کی ضرورت ہے

ہر کچھ تھا سے دل میں ہے وہیں ہی کہی جاتی تھی
تو یہ بکھے ہو کر اپنی کسی چٹاکی سے لپکتے ہوئے گئے تو یہ فصولِ خیاں
اپنے ذوق سے نکال چلیں اور صوفیوں کی بات کا جواب دو
عمران کے کرتب بلبلے میں جراب دیتے ہوئے کہا

سلمان صاحب! — آپ کو خود بخود درم پڑا ہے۔ —
 میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ — اور یہ صرف آپ کی شخصیت سے ہے۔
 مجھ جیسا آدمی آپ کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھا سکا۔ — ورنہ آج تک کسی
 عورت نہیں ہوئی کہ بیچی بار میں آکر میرے کسی آدمی پر انگلی مٹا سکے۔
 راجہ نے منہ ملتے ہوئے کہا۔

تم وہ پارٹی بناؤ۔ جس کی شہرہ تمہارے آدمیوں نے عجیب پر حملہ کیا۔

عمران نے ہاٹ لہجے میں پوچھا۔
 دیکھیے عمران صاحب! ————— اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ میرے
 دوستوں نے آپ پر کوئی حملہ کیا ہے۔ اور اگر بعض محال ایسا ہوتا
 جس تو یہ بات کاروبار ہی اصولوں کے خلاف ہے کہ میں پارٹی کا نام آپ کو
 مانگوں۔ راجہ کے لہجے میں یکدم سختی سی آگئی تھی۔
 اہں کا مطلب ہے کہ گھسی سیدھی انجیکشن سے نہیں نکلے گا۔ عمران
 سداست بھینچے ہوئے تھا۔

کتاب و خطوں میں سے کہیں لے کر دیکھ لیجئے۔ راجہ کا لہجہ یکدم بدل گیا
میراں ایک حلقہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور اسی فخر و جبر کے خلق سے ایک نور و نورِ آفتاب پیدا ہوا۔ ایسا آفتاب جس سے

پہلے کہ عمران اور جنت اس کے قہقہے کے جواب میں کوئی
ت کرتے ایک کمرے کے مختلف کونوں میں دو دواڑے۔
اور انہوں میں میں گئیں اٹھاتے کمرے میں آگئے۔ ظاہر ہے ان سب کی
جان گنوں کا۔ رح عمران اور جنت کی طرف ہی تھا۔

ملاں ملاں آپ کے استغاثوں میرے چار آدمی مارے گئے۔ چار
 آدمی اپنے آدمیوں پر اتنے اٹھائے والوں کا جو بھاگتا نہیں چھوڑا۔ اب
 آپ کی خدمت ہے کہ آپ خود ہی اپنی قبر میں آگئے ہیں۔ راجہ
 سے اٹھتے ہوئے بڑے طنز و لہجہ میں کہا۔

اب بھی وقت ہے راجرا۔۔۔۔۔ جو میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ صاف
تہ بندو۔۔۔۔۔ اس کے بدلے میں تمہارے ساتھ یہی رعایت ہو سکتی۔

کہ میں تم جیسے حق و کلاس پر معاش پر استغناء اٹھاؤں۔
اسی طرح مہلتیں بھیجے میں کہا۔

عمران کے پھر سے پرالیا گہرا اطمینان تھا کہ راجہ میں ایک لمحے
بوکھلا گیا۔

سلو عمران! — تہا استغناء آج تک حق و کلاس پر معاشوں سے
بڑا راجہ ہے۔ آج تمہیں معلوم ہو گا کہ راجہ کیا چیز ہے۔

کو وہاں لگا رہتا ہوں جہاں پانی نہ ملے۔ راجہ کے بڑے قوت
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ تمام چیزیں لے کر لے کر
کرنے کا قصد میں اشارہ کیا۔

مگر شانہ راجہ کو عمران کی عظمت کا پرستی طرح اندازہ نہ تھا اس نے
اشارے کے لئے اس کا ہاتھ قلم ہو کر رکھ دیا۔ عمران کی کی تیزی
احمد اور اس کے محب راجہ یوں افسانہ بن کر چلتے تھے جیسے
اچانک گویا گر اچھلا دیتا ہے۔

راجہ کے حلق سے ایک تیز جھل اور چہرہ سب وہ دھپیں شہا آئیں
کی گردن عمران کے ایک باند میں بیٹوں سوتی تھی اور وہ عمران کے سینے
لگا کھڑا تھا۔

اور عمران کے حرکت میں آتے ہی بڑھتے تھے بھی اچانک قلم
اور وہ نہ صرف اچھل کر ایک شیش گن پر اسے بٹا کر لیا بلکہ اس کے
میں پکڑے ہوئے رہا اور اس نے وہ گولیاں اگل دیں اور وہ لوں گولیاں
بڑھاروں کو چاٹ گئیں۔ ہائی وہ شیش گن بڑھاروں نے انتہائی چھرتی سے
نار کھون پالا۔ مگر ایک پر عمران نے راجہ کو اچھلا دیا اور نار کرنے کا

اس کے دل میں وہ گئی جبکہ دوسرے کو بوزن پر ناکر کرنے کا موقع مل گیا مگر بوزن
شیش گن بڑھاروں سے بھرتے ہی لٹو کی طرح گھوما اور وہ شیش گن بڑھاروں اس
لمحے برفت کے ملنے آگیا جس لمحے اس پر ناکر ہوا تھا اور شیش گن کی گولیاں اس
کے جسم میں گھس رہی تھیں۔ چپک چپکتے میں بوزن نے اس گولیاں کھاتے ہوئے
شیش گن بڑھاروں کے سامنے پر جو ناکر کر رہا تھا گیند کی طرح اچھلا دیا اور
وہ دونوں آپس میں ٹکرا کر نیچے گر گئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے عمران
نے ایک شیش گن پر قبضہ کر لیا اور پھر کر کے اس ناکر گن کی تیز آواز گونج اٹھی
اور باقی شیش گن بڑھاروں کے جسم گولیاں کھا کر فضا میں لٹو کی طرح گھومتے اور
پھر وہ جیسے بھول کی طرح فرش پر گر کر رہے جس و حرکت ہو گئے۔

اب عمران کی شیش گن اور برفت کے دونوں ریوالتوں کا رخ راجہ کی
طرف تھا جو حیرت سے بت بٹا رہا تھا۔ سب سطر و کجھڑا تھا اس کی آنکھیں بڑھی
تھیں۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے سارے منتظر پر اب
کچھ بھی نہ آئے گا۔ راجہ وہ سب بھی نہ سکتا تھا کہ انسان اتنے پھر تیلے اور بے جگر
بھی ہو سکتے ہیں۔ چپک چپکتے میں نہ صرف پکڑشیں ہی بدل دیں بلکہ پانچ شیش گن
بڑھاروں کو بھی دھپیں دھپیں میں بڑھاروں میں بڑھ رہی تھیں۔

اب بڑھاروں! — تمہاری کیا اوقات ہے۔؟ عمران نے
راجہ سے جواب دیا۔

یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ راجہ نے
جواب دیتے ہوئے بھیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

احضرت! — اس کے آدمیوں نے تمہیں زخمی کیا تھا۔ کیا اولیٰ
کا خون اتنا بے عزت ہو گیا ہے کہ وہ اپنے خون کا بدلہ بھی نہیں لے سکتا۔؟

عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر سپاٹ لپیٹ میں کہا۔

”نہیں ہاں!۔۔۔ افریقہ کا خون بے غیرت نہیں ہے۔“

نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پک چپکنے میں رہا اور ایک طرف

اور پھر جوتے ہوئے ہاتھی کی طرح راہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایک منٹ عمران!۔۔۔ تم میرے ساتھ سودا کرو۔۔۔

اتفاقہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

کیسا سودا!۔۔۔ عمران نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔

لے کے لئے مضحک گیا۔

”اگر میں تمہارے ساتھی کو یہ کروں۔۔۔ تو تم میرا چھوٹا بھائی دوسرے

اور اگر تمہارا ساتھی مجھے زیر کر لے۔۔۔ تو میں ہمیشہ کے لئے تمہارا بھائی

جاء رہا ہوں۔۔۔“ راہر نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں ٹیپ سی چمک رہی تھی۔

”کیوں جوزف!۔۔۔ تمہیں پریشاں منظر ہے۔“

نے مسکراتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

”بالکل ہاں!۔۔۔ لیکن آٹا دیکھ لو کہ بعد میں اس کی لاش ہی تو

فلام بن سکتی ہے۔۔۔ اگر یہ بات گوارا ہو تو شرط منظر کرو۔“

نے سپاٹ لپیٹ میں جواب دیا۔

”اور کے راہر!۔۔۔ مجھے تمہاری شرط منظر ہے۔“

رہی ہے۔۔۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ تم شرط اور جادو کے

عمران نے کہا۔

”تمہیک ہے۔۔۔ اس دیکھ کر تو میں چٹکیوں میں مسلسل دوں گا۔“

نام راہر سے راہر۔۔۔ راہر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل

کر جوزف کے سامنے آگیا۔ اس نے اتنا دھواں نکالا کہ انداز بنایا۔

جوزف ایک لمحے کے لئے خود سے راہر کے انداز کو دیکھتا رہا۔ پھر

ایک لمحہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے انداز ایسا بنایا جیسے

اچھل کر راہر کے سینے پر دو ٹک ٹک مارنا چاہتا ہو اور راہر لا شعوری طور پر

تیزی سے ایک طرف ہٹا اور اس طرح وہ جوزف کے ڈانچ میں آگیا۔ جوزف

نے چھوٹک ٹکٹک کی بجائے خود کی قوت سے مگر راہر کے سر پر جھپکایا۔ یہ مگر

جوزف انداز میں پڑا تھا کہ راہر اچھل کر کرے کہ دیوار سے جا ٹکرایا۔

”ویل دن جوزف!۔۔۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ تعریف

نکلی۔ والی جوزف نے جواب ڈانچ دیا تھا۔

راہر دیوار سے ٹکراتے ہی جیسے ہی زمین پر گرا اس نے استہائی

پھر آنے سے ٹکا بازی کھائی اور پھر وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس آنے والی گیند

کی طرح پوری قوت سے جوزف کے سینے سے آٹکرایا اور جوزف پشت

کھول کر زمین پر ہٹا اور راہر اس کے سر پر سے ہوا فرش پر پھیلنا چلا

گیا۔ اور پھر ان دونوں کے درمیان اسٹے میں پھرتی دکھائی۔

اب وہ دونوں ایک ہی پھر آئے سامنے تھے۔ جوزف کی آنکھوں میں

پس منی مہمان نے ال تھی۔ شاہ راہر کا یہ جوابی دھاوا اس کی توقع کے بالکل خلاف

تھا۔ عمران کے سامنے فرش پر گرنا اس کے لئے بہت بڑی توہین تھی

اور پھر ان دونوں کے درمیان ایک وقت ایک دوسرے کو ڈانچ دینے کی کوشش

کی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں ہی ایک دوسرے سے پہلے کی طرح ٹکرا گئے

راہر بھی قہر نامت میں جوزف سے کم نہ تھا اور دونوں ایک دوسرے سے

نکڑا کر دو دو تدم پیچے پٹے چلے گئے۔

کیا کر رہے ہو جوڑت اب۔۔۔ کی مٹروں کی طرح ناپ رہے ہو۔
میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں یہاں سکر میں مٹروں کا ناپ دیکھتا ہوں۔
عمران نے غصیلے ہجے میں جوڑت سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور میرے ساتھ یہ عمران کی بات کا اثر تھا۔ یا میرے جوڑت کے ذہن میں
اپنے والے غصیلے کے لاوے نے کام دکھا کر شروع کر دیا تھا کہ جوڑت پہلی
کی تیزی سے آگے بڑھا۔

راجہ جے جھک کر جوڑت کے پیٹ میں ٹھیک لگائی جا رہی تھی جوڑت
اس کے جھکے کی تیزی سے وہ غصیلے کا کارڈ اس کی روت کی پشت پر پڑا
قوت سے مارے اور راجہ جھٹکا کھڑکھڑاتے ہوئے اس کی روت کی پشت پر
کسی گیسٹ کی طرح فضا میں اچھلا اور اس نے وہ فضا پر پیچھے گرے اور
راجہ جے کی پشت پر پڑی قوت سے مارنے چاہے مگر راجہ جے کی روت سے کھڑکھڑاتے
بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ نے نیم دائرے میں حرکت کی اور
جوڑت پہلو کے بل زمین پر جا گرا۔ جس سے غصیلے راجہ جے نے وہاں ٹانگوں کو
دو سے جوڑت کی گراں میں ٹکائی ڈالی۔ اور پھر وہ تیزی سے فوٹو
کر ڈھکیں بدلتا چلا گیا۔

جوڑت بھی راجہ جے کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا اس کے ساتھ ہی فوٹو
لوٹ پوٹ ہوتا چلا گیا۔ لیکن وہ تین کردوں کے بعد ہی وہ سنبھل گیا اور
اس نے اپنا ہاتھ فضا میں جھکایا اور دوسرے غصیلے اس کا مکہ چوڑی قوت سے
لیٹر کی پٹیل پر پڑا اور پٹیل کی آواز کے ساتھ ہی راجہ جے کی پیچھے گریں
گورنچہ اٹھی اور راجہ جے کی ٹانگوں کی۔ گورنچہ خود ختم ہو گئی اس کا کام

وہ کی شدت سے خود خود سنبھلا چلا گیا۔
جوڑت گورنچہ ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے راجہ جے کو دونوں
ہاتھوں پر اٹھا کر پوری قوت سے دیوار سے دسے مارا۔ راجہ جے دونوں ہاتھ
آگے کر کے بڑی مشکل سے اپنے سر کو دیوار سے ٹکراتے سے پہلے یا لیکن
پٹیل کی پٹیل ٹوٹنے کی وجہ سے وہ اب اٹھ کر کھڑا ہونے کے قابل نہ رہا تھا
اس کے پیچھے پرشیدہ کیفیت کے آئندہ نمایاں تھے اور آنکھوں میں شکست کا
تار بھر آ رہا تھا۔

اور جوڑت اب غصیلے کی آستیا پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے پوری قوت سے
روت کی ضرب فوٹو پڑے ہوئے راجہ جے کے پہلو میں لگائی اور راجہ جے کے حلق
سے ایک بار پھر سنبھلا کھل گئی۔ اس بار اس کی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز عمران نے
بھی صاف سنی تھی۔ اور پھر راجہ جے کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے چلے گئے اور وہ
بے ہوش چلا تھا۔

جوڑت جوڑت۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔۔ عمران نے جوڑت سے
مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوڑت نے جواب دیا کہ اب اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔
لگتا اس دن کا لوٹہ بند سمجھے۔ تم نے اس پوری کو زیر کرنے
میں آئی دیر لگا دی۔ ادا بھی تم اپنے آپ کو ناکڑ کہتے ہو۔ شرم
نہیں آتی۔۔۔ عمران نے بڑے سخت ہجے میں جوڑت سے مخاطب ہوتے
ہوئے کہا۔

اب۔۔۔ ہاں!۔۔۔ میں زخمی ہوں۔۔۔ جوڑت نے سکلاتے
ہوئے جواب دیا۔

”خفی ہو تو کیا ہوا۔۔۔۔۔ غضب خدا کا۔۔۔۔۔ راجہ تمہیں درگاہ
پیشیاں دے رہا ہے۔۔۔۔۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ میلا میلا چاہ رہا
کہ تمہاری شراب کی بوتل میں خوب مردوں۔۔۔۔۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے
کہا اور بیزت نے سر جھٹکایا۔۔۔۔۔ ظاہر ہے اب وہ کیا کہہ سکتا تھا۔
”اے پوشش میں لے آؤ۔۔۔۔۔ ہم نے یہاں سادسی عمر اس کے پاس
میں آنے کے انتظار میں تو نہیں کھڑے رہنا۔۔۔۔۔ عمران نے غصے
لہجے میں کہا۔

”اچھا پاس۔۔۔۔۔ خوف نے جواب دیا اور اس نے جھلک
پیدا کرتے ہوئے راجہ کے گالی پر طنز بھرا جواب دیا۔۔۔۔۔ ”اگلی شام
کا یہ پوشش دماغ فضا حرکت میں آگیا۔۔۔۔۔ کس کے صحن سے راجہ کی
”سوراج۔۔۔۔۔ میرے پاس صحن کرنے کے لئے مزید وقت نہیں
اس سے فضا بیاؤ کہ تم کس پارل کے اشارے پر چلے گئے ہو۔۔۔۔۔
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”کوئی کرل ہے۔۔۔۔۔ گھارے غیر ملکی گتہ ہے۔۔۔۔۔ اس نے
پر چلے گئے کے لئے مجھے پچاس ہزار روپے دیتے تھے۔۔۔۔۔
تے لڑتے ہوئے جواب دیا۔

”کہاں رہتا ہے وہ کرنی۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”مجھے اس کی پھانسی کا علم نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرے پاس اس کا ایک
آڈیو آیا تھا۔۔۔۔۔ جس نے پچاس ہزار روپے کا بیٹ دیا اور چلا گیا۔
اس پیکٹ میں ایک خط تھا جس کے ذریعے میں نے اس سے راجہ
تھا۔۔۔۔۔ راجہ نے بڑے بدمعاش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”والہد تم کس طرح کرتے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔
”اس کے خط میں ڈائریکٹ فیکشن لکھی تھی۔۔۔۔۔ زید والیٹ مقرر
والیٹ اوپن ہوائی فوٹو ان فوٹو۔۔۔۔۔ راجہ نے فیکشن بتاتے ہوئے

کہا۔
”اور کس۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جو صفت کو اشارہ کیا اور وہ
روز تیزی سے اندازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی مشین گن۔۔۔۔۔ میں جیسا کہ دی۔

”سوراج۔۔۔۔۔ میں نہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ میرے راستے
میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔۔۔ تم دوسرا سائنس لے سکو گے۔
عمران نے دروازے پر رک کر انتہائی سخت لہجے میں راجہ سے مخاطب ہو کر کہا
اور پھر تیز رفتاری سے باہر نکلا۔۔۔۔۔ خوف نے عمران کے پیچھے
تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ بال میں ہتھیار لے کر

ان میں رہتا اپنے بارے میں عروج پر تھی لیکن عمران وہاں ایک لمحے
کے لئے بھی درگاہ پر نہیں سے پہلے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہوتا۔ وہ
بار کے بین گیسٹ سے ہتھیار لے گئے۔ ان کا رخ پارکنگ میں کھڑی کار کی
طرف تھا۔

پھر مجھے ہی عمران اور خوف کا کہہ کے قریب پہنچے۔ ایا کہ انھیں
سے گھر آئے اور دوسرے لمحے اور اور دوسرے لمحے دیکھا۔ سب کچھ تیزی
سے آگے بڑھے اور انہوں نے عمران اور خوف کو گھیر لیا۔ ان کا اچھا راجہ ایک
سب انیکڑ تھا جس نے اچھے میں یہاں سے رکھا تھا۔

”خبردار۔۔۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔۔۔ ہند گولی مار دوں گا۔۔۔۔۔

نے چیتے ہوئے کہا۔

کس کے ہاتھ اٹھاؤں — تمہارے — یا — تمہارے سپاہیوں کے — عمران نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

مگر تیار کروا نہیں — مجھے یہ کار چوروں کے کسی میں اتنا ہی گناہ کے سرخ لگتے ہیں — سب انسپکٹر نے اس کی بات کا جواب دینے بغیر بیچ کر سپاہیوں سے کہا اور سپاہی تیزی سے عمران اور جھڑپ کی طرف بڑھے۔

مگر وہ — اپنا ایک عمران نے کر دیکھا لیکن میں کہا اور آگے بڑھتے ہوئے سپاہی اس کے پیچھے ہی خوفزدہ ہو کر ہٹ گئے۔ یہ کیا تماشہ ہے — کون نے تھانے سے آئے ہو تم — عمران نے استہان کو رخست لہجے میں پوچھا۔

تم نے یہ کلام چرائی ہے — ڈاکٹر ناجی نے رپورٹ درج کرائی ہے — ادھر ہم نے یہاں یہ کار ٹریس کر لی ہے — تمہارے اشتہار میں چھپے ہوئے تھے کہ تم آؤ تو تمہیں رات کے اٹھوں پکڑ لیں — اب تم وہب ڈال کر مبالغہ نہیں کتے — انسپکٹر نے بھی جب کو رخست بناتے ہوئے کہا۔

میں پوچھ رہا ہوں کہ تم کون سے تھانے سے آئے ہو — میری بات کا جواب دو — عمران نے پہلے سے زیادہ کو رخست ہیجے میں کہا۔

سٹی تھانے سے — انسپکٹر نے گڑبڑا کر جواب دیا۔
وہاں کا انچارج آجکل ڈی۔ ایس۔ پی فادوی ہے — عمران

نے پوچھا۔ — لیکن — سب انسپکٹر نے شاید احتجاج

کرنا چاہا۔ — اپنا یہ ستول جیب میں ڈالو — اور کسی سپاہی کو بھیج کر اسے ورن کرادو کہہ کر تم علی عمران کو گھیرے کھڑے ہو — شاتم نے عمران نے کہا۔

تم ہمارے ساتھ تھانے چلو — دہاں جا کر خود بات کر لیں — سب انسپکٹر بھی شاید کچھ ضرورت سے زیادہ مضطرب واقع ہوا تھا۔

ٹھیک ہے — اپنی جیب لے آؤ — عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر ایٹھان سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سب انسپکٹر بولور پکڑے تیزی سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس کے اشارے پر جھڑپ کے دائیں بائیں بھیج سیٹ پر دو سپاہی بھی سوار ہو گئے۔ باقی سپاہی تیزی سے ایک رخت بھاگتے پھرتے گئے۔ وہ شاید کسی خفیہ حکم پر کھڑی پولیس جیب کی طرف تیار ہوتے۔

وہاں کا مقرر کسی وقت بلے سے بخیرہ ہو رہا تھا۔ وہ شاید پولیس کی اس اپنا ایک مانتے سے بڑھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے بڑے بخیرہ انداز میں کار اسٹارٹ کی اور پھر کالہ تیزی سے دوڑتی ہوئی سڑک پر آگئی۔

بیدار تھے تھانے چلو — خبردار! — اگر جھاگنے کی کوشش کی — سب انسپکٹر نے ریڈیو کار پر عمران کے پہلو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

شٹ آپ — یو اے سنس! — نبھانے کس آؤ کے پٹھنے تھیں انسپکٹر بنا دیا ہے — عمران ہتھ سے ہی اکھڑ گیا۔

نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"بھئی۔۔۔ جب دو موٹوں کے درمیان ایک ٹکر چھٹن جا رہی ہے اس کا انجام یہی ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں دیتے ہوئے کہا۔

"دو موٹوں کے درمیان ٹکر۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔ واقعی عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

"ڈی بھی موٹ"۔۔۔ اور پی بھی موٹ"۔۔۔ درمیان میں ٹکر لگے۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور فادتی نے زور سے قہقہہ لگا کر عمران کے لشوڑی طور پر ریلوے کان سے فوٹو کرا بہت خوب عمران صاحب!۔۔۔ واقعی دو موٹوں میں چھٹنے والے کا یہی حشر ہوتا ہے۔۔۔ لیکن آج آپ نے فن کیسے کیا۔۔۔ خدمت!۔۔۔ فادتی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یار!۔۔۔ جی چاہ رہا ہے کہ تمہیں فن کرنے کی بہانے تیار نہ ہوں میں اگر اظہارِ احتیاج تم سمیت تھا تو اسے ملے کے سر پر جوتے ماروں۔۔۔ خدا کا کیسے کیسے جانور ہال رکھے میں تم نے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے۔۔۔ کچھ بتائیں تو سہی"۔۔۔ فادتی نے ہرچیز کر پوچھا۔

"تمہارے پاس کوئی ہٹلر آٹپ موٹوں والا سب الیکٹر ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے۔۔۔ سب الیکٹر شریف"۔۔۔ ابھی مال ہی

مورٹسفر ہو کر آیا ہے۔۔۔ فادتی نے جواب دیا۔

"آج تمہارا یہ شریف میرے اسحقوں بدعاش بننے جتنے رہ گیا۔۔۔ بس مجھے قہار حیاں آگیا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ارے شریف آپ سے کہاں جا کر آیا"۔۔۔ فادتی کے لیے

میں حیرت تھی۔

"میں یہی بل سے باہر نکلا تو تمہارے شریف صاحب چھوٹے شریفوں کا

پہلا سب سے پہلے وہاں موجود تھے۔۔۔ بس انہوں نے ریلوے کال لیا

اور مجھے گھر لے گئے۔۔۔ میں نے ہتیرا سمجھایا کہ جہانی میں تم سے

بڑا شریف ہوں۔۔۔ مگر وہ ماننے ہی نہیں۔۔۔ آخر مجھے اُسے

چھٹی کمرے سے باہر دھکیلا پڑا۔۔۔ عمران کے کہا۔

"آپ کو گرفتار کرنے لگا تھا۔۔۔ اس کا دماغ تو غراب نہیں

ہو گیا۔۔۔ مگر کون وجہ یہی تو ہو گی"۔۔۔ فادتی کے لہجے

میں حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے کس ڈاکٹر زیدی کی کادر چرائی ہے۔۔۔ ویسے

ایک بات بتاؤں۔۔۔ یہ وہی کی بھی سچی تھی۔۔۔ میں نے واقعی ٹھاکر

زیدی کی کادر اٹالی تھی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور!۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔ اس کادر کی برآمدگی میں نے اس کے دفتری

گال کی تھی۔۔۔ اب لے گیا پتہ تھا کہ کار آپ سے برآمد ہو گی۔۔۔ اب

کہاں ہے وہ"۔۔۔ فادتی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"برائیاں پٹھان پھر رہا ہو گا۔۔۔ کادر بہر حال میں نے سلاطین چوک

پر چھوڑ دی ہے۔۔۔ ڈاکٹر زیدی سے کہو۔۔۔ وہاں سے کار لے لے

نے جواب دیا۔

اور عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے ڈیسک گیم کی طرف بڑھتا ہوا گیا۔ وہ بلیک بیرو کے فون آنے سے پہلے شار برادرنہ اور کزن سے بھرپور جھڑپ کے لئے تیاریاں مکمل کر لیا چاہتا تھا۔ اس نے ایک آپ کے چہرہ بدلا اور پھر المادی سے فائنٹ سوٹ نکال کر پہن لیا یہ لباس سیاہ رنگ کے کپڑے کا بنا ہوا تھا اس میں عمران نے پیشمار ایس خفیہ جیسے بنوائی تھیں جو لفظ بہ نظر نہ آتی تھیں۔ لیکن عمران انہیں کھونٹا جاتا تھا اور پھر اس لباس کی جیسوں میں عمران نے مخصوص پہننا اور وہاں سامان چھپایا ہوا تھا۔ جن کو مد سے وہ ہر قسم کی پوشش پر باسانی قابو پاسکتا تھا۔ اس لئے اس نے اسے فائنٹ سوٹ کا نام دے رکھا تھا اور یہ سوٹ وہ مخصوص اوقات میں پہننا تھا لیکن اوقات جب اس کا خیال ہوتا کہ ہم خاصہ دشمنی اور خطرناک ہو سکتے ہیں۔

فائنٹ سوٹ پہن کر اور ایک آپ کے وہ فون کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ اب اسے بلیک بیرو کی طرف سے فون کا انتظار تھا تو کسی بھی لمحے آسکتا تھا۔

جولیا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک میز پر پڑے ہوئے دیکھا۔ اس کا جسم رسیور سے میز کے ساتھ اس مضبوطی سے باندھا گیا تھا کہ سرانے سر ہونے کے وہ کوئی حرکت نہ کر سکتی تھی۔ جس کمرے میں وہ میز پر سو جوتھی اس کمرے میں صرف ایک شیل کی المادی کے سوا اور کوئی سامان نہ تھا اور کمرے کا آئینہ ہمارے ہمارے چہرے پر تیز ماور کا ایک بلب جل رہا تھا۔

جولیا چند لمحے تو خالی المادی کی حالت میں پڑی روشنی بلب کو دیکھتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر سامان پس منظر ابھرتا چلا آیا کہ کس طرح تئیرہ شار برادرنہ سے الجھ پڑا تھا اور پھر وہ شار برادرنہ کا تعاقب کرتی ہوئی را کو جھیل پہنچی تو وہاں اس کی کار کا ٹائر پھاڑا گیا اور اس پر حملہ کیا گیا۔ اور وہ دھوڑا ہو گئی۔ اب اسے تئیرہ پر پڑی طرح غصہ آ رہا تھا جس کی

و جب سے وہ خواہ مخواہ اس چکر میں پھنس گئی تھی۔ سنا نے اب یہ سنا رہا تھا
کے ساتھ کیا سلوک کریں۔

ابھی وہ انہی باتوں پر غور کر رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے
اور دونوں بھاتی اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ کوشش
سرو مہری تھی۔

وہ دونوں جولیا کے دونوں اطراف میں آکر کھڑے ہو گئے اور ان
تینوں بولیا کے چہرے پر جم سی گئیں۔

دیکھو بڑی! — ہم جو کچھ پوچھیں اس کا صحیح جواب دینا
اگر تم نے ذرا بھر جی جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو ہم تمہارے اس نمونہ
جسم کو اس بڑی طرح کسے کر دیں گے کہ آئندہ تم تمام زمانہ کی کسی تہمت سے
گزارے کو ترجیح دو گی۔ ایک نے استہانی سرو لہجے میں جولیا سے
مننا طلب ہو کر کہا۔

تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔۔؟ اور مجھے کہاں لے آئے ہو؟
جولیا نے لہجے کو دلالت شوخ و ہنسا کرتے ہوئے کہا۔

تم صرف جواب دے سکتی ہو۔۔۔۔۔۔ سوال نہیں کر سکتی۔
لے آئندہ کرنی سوال کیا تو پھر اپنے انتہائی نرم خود دوسرا ہو گئی۔

جہاں نے پہلے سے زیادہ کڑھت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہی تھیں؟ — پہلے سے جو یہی

آنکھوں میں بھرد رکھتے ہوئے پوچھا۔
تم نے میرے شوہر کو بھیجا دیا تھا۔ اس لئے میں تہل

پتہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ تاکہ پولیس کو اطلاع دے سکوں۔

نہ بات بتاتے ہوئے کہا۔ اس نے تھیالوج اپنے لہجے کو بالکل سادہ بنائے
کی کوشش کی تھی مگر انہیں اس جھوٹ پر شک نہ ہو سکے۔

ہوں! — تو وہ آدمی جو ہم سے الگ تھا۔ تمہارا شوہر تھا۔
دونوں نے معنی خیز انداز میں ہنکا اور جرتے ہوئے کہا۔

ہاں! — اس کا نام تنویر ہے۔ اور ہم نے گزشتہ ماہ ہی شادی
کی ہے۔ جولیا نے جواب دیا ویسے وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس موقع

پر تنویر موجود ہوگا اس کی بات سن لیتا تو سنا نے اس کے دل پر کیا گزرتی۔
لیکن تو تو غیر ملکی ہو۔ پھر تم نے مقامی آدمی سے شادی کیوں کی؟

ان میں سے ایک نے اچھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ویسے ان
کے چہروں سے معلوم ہوا تھا کہ جولیا کے پہلے جواب نے ہی ان کی توقعات

پرانی پھر دیا ہے۔
میں بیان سرو تقریب کے لئے آئی تھی۔ پھر مجھے یہاں کے لوگ

اور ان کے آپس میں کچھ باتیں ہوئیں۔ یہاں کی شہرت حاصل کر لی اور ایک فرم میں
بھرتی ہوئی۔ سبکدوشی کا کام کرنے لگی۔ اسی دوران تنویر سے واقفیت

ہوئی۔ اور ہم نے ایک دوسرے کو پسند کرنا شروع کر دیا۔ اور
پھر مل کر شادی کے بعد گزشتہ ماہ ہم نے شادی کر لی ہے۔ جولیا

نے سارے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
تمہارا شوہر کیا کام کرتا ہے؟ — ایک نے سوال کیا۔

وہ ملٹری انٹیل جنس میں ملازم ہے۔ لیکن ٹھیک دھک کرتا
ہے۔ جولیا نے جواب دیا۔

مجھے تمہاری باتوں سے جھوٹ کی بو آ رہی ہے۔ یہ بات قطعاً

غیر ترقی ہے کہ کسی بیوی کا شوہر اس کے سامنے خجور کھا کر تڑپ رہا ہو اور وہ اسے ہسپتال لے جانے کی بجائے مارنے والوں کا تعاقب شروع کر دے۔ ان میں سے ایک نے نفسیاتی پہلو پر زور دیتے ہوئے کہا۔

میں نے چونکہ نرسنگ کا کورس بھی پاس کیا ہوا ہے۔ اس لیے ایک نظر دیکھتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ خجور کو خطرناک طبقہ پر نہیں لگا کر پھر بار میں بے شمار لوگ موجود تھے۔ پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی سننے دیئے گئے تھے۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ خجور کو فوری طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچا دیا جائے گا اور کسی کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لئے فوراً ہی میں نے سوپار تھویر کو سنبھالنے کی بجائے میں آپ لوگوں کا تعاقب کر دیں۔ سچو دیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن تم کار لے کر چوک پر کیسے پہنچ گئیں۔ جبکہ ہم گلی سے موٹر چوک پر پہنچے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا ویسے اب اس کے بچے میں پہل والی سختی ہو رہی تھی۔

میں تمہارے تعاقب میں لڑھی تھی۔ جب تم ہوٹل کے شمال حصے کی طرف دھڑے تو میں سمجھ گئی کہ تم گلی میں اتر کر چوک پر پہنچو گے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہ تھا۔ بولیا نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمہیں معلوم ہے کہ ہم کون ہیں؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔

مجھے کیا معلوم کہ تم کون ہو؟ بولیا نے جواب دیا۔ سنو! تمہاری زندگی صرف اسکی بدست میں چکا سکتی ہے کہ تمہارے

خاندان کو ہلاک کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ ہماری اصلیت جان چکا ہے۔ ایک غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا۔

میرے شوہر کو مسموم نہیں کرتے کہاں ہو۔ اس لئے خواہ مخواہ اس کا خون بہانے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے جس نے اسے سمجھا دوں گی کہ وہ آئندہ تبدلے راستے میں کسی آگے گا اور میں اپنے شوہر کی نفسیات اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ تم سے شکست کھا چکا ہے۔ اس لئے اب وہ خود تم سے مدد چاہتا ہے۔ بولیا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا خیال ہے فیرو؟ ان میں سے ایک نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں ریسک نہیں لینا چاہیے۔ اس صورت کو گولی مارنے کی دھمکی گھر میں بہادو۔ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی خطرہ اٹک نہ رہے۔ امداد کے شوہر کو جس ہسپتال میں وہ بے گولی ماری جا سکتی ہے۔ لہذا دوڑے پاٹ اور سو لیجئے میں کہا۔

میرا خیال ہے اگر اس کا شوہر مر جائے تو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور اس کا شوہر یقیناً کسی ہسپتال میں لڑا ہوگا۔ اس کا وہیں خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں پوچش کر کے شہر کے کسی چوک میں پھینک دیا جائے۔

فیرو ایک لمبے تجویز پیش کی۔ یہ بھی اہمیت ہے۔ اسے اس وقت تک یہیں بندھا رہنا چاہیے جب تک اس کا شوہر نہیں مر جاتا۔ آؤ میرے ساتھ۔ فیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے سرگردوار سے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

مٹھروا۔ میری بات سنو۔ جولا نے ہر نشان لپیٹ کر دیکھا۔
پکارتے ہوئے کہا۔
مگر وہ دونوں سنی ان سنی کرتے ہوئے کرے سے باہر نکلتے چلے
اور کرے کا اکھڑا دروازہ بند ہو گیا۔

ہو گیا چند لمحے خاموش پڑی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کسی طرح اکیسرا
تئیر کے متعلق اظہار ہونی چاہیے۔ کیونکہ فیصلہ کنیز جنرل ہسپتال
ہو گا اور یہ لوگ وہاں آسانی سے اسے موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔
اکیسرا کو ان کے لڑائیوں کی خبر ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ تئیر کی جان بچ سکتی
بلکہ وہ لوگ اگر وہاں اسے قتل کرنے جائیں تو آسانی سے پکڑے جاسکتے۔
لیکن وہ سیکرٹ سروس کی زیر نگرانی کوئی عام موت تو نہ تھی کہ اس طرح بے
کے عالم میں پڑی رہ جاتی۔

جولیا نے اپنی ذہانت سے ان دونوں کو پکڑنے سے دیا تھا اور انہیں
ٹھک نہ ہونے دیا تھا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ ورنہ وہ ہائی
تھی کہ یہ لوگ اس پر تشدد کی آگاہ کر دیتے۔ اکیسرا کو اظہار دینے
نے یہاں سے نکھڑا ضروری تھا اور بچنے کے لئے ان بندشوں سے بھاگنا پڑا۔
تھی۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی جولیا نے اپنے جیم کو ایک جھٹکے سے لانا ہوا
کر دیا۔ کبھی وہ دائیں طرف جیم کو زور سے جھٹکتی۔ کبھی بائیں طرف
پھیلے تو اس کی تمام گوششیں فطرت ثبات ہوتی رہیں۔ لیکن جولیا جانتی تھی کہ
کسی نہ کسی وقت اس کا کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ ضرور نکلتے گا۔ کیونکہ مسلسل جھٹکے
سے کہیں نہ کہیں سے رسی ضرور ڈھیلی پڑے گی۔ اور وہی ہوا۔

دائیں بائیں جھٹکے گئے سے اچانک دائیں سائیڈ کی رسی خدائی ڈھیلی پڑ گئی۔ شاہ
کولی کا ہنڈ ڈھیلی پڑی تھی اور جولیا نے اپنی گوششیں تیز کر دیں۔ اور پھر حید
منٹ بعد اس بار وہاں پر بندش ہوئی رسی اتنی ڈھیلی پڑ گئی کہ اس نے اپنا
ایک ارد سوڑ کر اس رسی سے باہر نکال لیا۔ اور پھر ایک بندہ کے بچتے ہی رسی
اتنی ڈھیلی پڑ گئی کہ وہ دروازہ آسانی سے باہر آ گیا۔ اس طرح چند ہی منٹ کی
مسئل گوششوں کے بعد وہ اپنے بلڈ ڈائلاؤ کوڑنے میں کامیاب ہو گئی۔ گو اس
گوشش میں اس کے بارہوی طرح چھل گئے تھے۔ لیکن اس کی بھلا اسے
اس وقت کیا پروا ہو سکتی تھی۔

بلڈ ڈائلاؤ جوڑتے ہی جولیا نے دائیں بائیں کی آگشت شہادت کا ماتن کر
پر بندش ہوئی رسی پھینک کر اس کے ماتن کے اندر سرور تئیر لیٹنے چلا
محوں میں اس کی کھات ڈالا۔ اس طرح اس نے بیٹے پر بندش بھی ہوتی رہی ان میں
اور پھر وہ بندہ کو رہی گئی۔ اب باقی رسیاں کاٹنا اس کے لئے کوئی مسئلہ
نہ تھا۔ اس نے چند لمحوں بعد وہ رسیوں کی بندشوں سے آزاد میز سے نیچے اتر کر
نکل گئی۔

اس نے چند لمحوں تک اپنے جیم کو بھلا کر نچوں کی روانی کو بھر رسیوں
کی بندشوں کے سبب پڑی تھی تیز کیا اور جب وہ پوری طرح چاق و چوبند
ہوئی تو پھر وہ تئیر سے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس نے بند دروازے کو جھٹکے سے کھولا چاہا۔ لیکن دروازہ باہر سے
بند تھا۔ جولیا نے بڑے غور سے سٹیل کے بٹے ہونے اس دروازے کا جائزہ لیا
اور پھر اس کی نگاہیں دروازے کی دہلیز کے شمالی گوشے میں جم گئیں۔ دروازے
کی دہلیز کا یہ گوشہ دروازے سے ڈیڑھ گھڑا ہوا تھا۔ رسیوں کا جھٹکا جیسے دیوار میں

نفس کر تے وقت یہاں مقولہ سا غلامہ گیا تھا۔

جولیا نے جھک کر اس حصے پر دونوں ہاتھ رکھے اور پھر لوہے کی کڑی لے کر وہاں شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے دور دراز سے شروع کر دیا۔ اس کے اس طرح ہلنے سے اس کو نئے سے مزید شرم شروع ہو گئی اور درمیانی غلامہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ کی کوشش کے بعد وہ دروازے کے کمرے میں کامیاب ہو گئی۔ وہاں پیدا ہونے والے غلامے وہ سمٹ سمٹا کر آ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے باہر کھنکھنے کی کوشش شروع کر دی اور آہستہ آہستہ اس کا جسم باہر کھسکا چلا گیا اور پھر ایک جھکے سے وہ دروازے سے باہر نکل گئی۔ اس کوشش میں اس کے ہونٹوں پر غرائشیں آ گئیں۔ جگر جگ سے پھٹ گئے تھے۔ لیکن آزاد ہو جانے کی خوشی میں اسے کسی کی پروا نہ تھی۔

یہ ایک لمبی سی لمبا داری تھی جس کے آخر میں جولیا کو برآمدہ سا نظر آیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی برآمدے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر وہ دروازے سے میں پہنچی۔ اچانک کولی چیز اس پر چھٹی اور جولیا جھٹکا کر فرش پر گر گئی۔ اسی لمحے اس پر چھٹنے والا اس پر چھا آ چلا گیا۔ ایک لمحے بھی کم عمر سے میں جولیا نے اندازہ لگا لیا کہ اس پر چھٹنے والا کوئی مرد ہے۔ جولیا نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اس نے اس کی مدد سے اُسے سر کے اوپر سے اچھال دیا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر آگے ہو گئی۔ اس پر چھٹنے والا ایک قوی سیکل آدمی تھا۔ وہ بھی تیزی سے اس کے منہ سے غزبٹ بھری آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس کی آوازیں

جولیا سمجھ گئی کہ وہ گولکھ ہے۔ رات نہیں سکتا۔ جولیا ذہنی طور پر اس موقع پر غور کر لائی۔ یہاں تھی اس لئے اسے اچھالتے ہی وہ جیسے کھڑی ہوئی۔ اس نے تیزی سے برآمدے کے دہراں میں جھٹکا لگائی اور پھر چپک چپک کی طرف بے تحاشا دوڑنے لگی۔ گولکھ بھی بغیر کوئی آواز نہ کئے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ گولکھ کی آواز جولیا سے زیادہ تیز تھی۔ اس لئے چپک چپک سے تھوڑی دور پیچھے ہی اس نے سر ہٹا کر چھپ لیا اور دونوں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے زمین پر جا گرتے۔ گولکھ نے بھی چھوٹے سے دونوں ہاتھ جولیا کی گردن پر جھک دیتے۔ اور جولیا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کسی لوہے کے ٹکڑے میں چپس گئی ہو۔ اس کے منہ میں یہ بات طاق تھی۔

جولیا کے ہاتھ پورا ہاتھ سے چھانے لگے۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ اسے اپنے منہ میں اس کا دم آگے چلے گا اور پھر جان بچانے کے انتہائی اہل سے اس کی قوت سے اپنے اوپر چھٹے ہوئے گولکھ کی ناک پر زور وار کر دی اور گولکھ کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے عبور ہو گئے۔ گولکھ کی ناک کی پس ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس کی ناک سے خون فوارے کی طرح باہر نکل پڑا۔

جیسے ہی جولیا کی گردن آواز ہوئی۔ اس نے اپنا دایاں بازو کھلی کی سی تیزی سے اٹھایا اور پھر اس کی کھڑی سیتیل کا وار گولکھ کی پسٹول پر پڑا۔ دھڑک گئے۔ اپنے دونوں ہاتھ بوند کر پوری قوت سے جولیا کے پیٹ پر ضرب لگائی۔ جولیا نے گولکھ کی سیتیل کی ضرب لگا کر تیزی سے کر دھت بدل کر گولکھ کا وار نہال گیا اور وہ الٹ کر دوڑا۔ جولیا کھلی کی سی تیزی سے گولکھ کی آواز اور پھر اس کی لاسٹ پوری قوت سے گولکھ کی پسٹول پر پڑی اور گولکھ کے منہ سے

خود اپنے کی آواز نکلی اور اس کے اہم ہر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ وہ چلے
 ہو چکا تھا۔

جولیا نے اس کے بیٹوں کو دیکھ کر ہی تیزی سے چھانک کی طرف چھوڑ کر
 لگائی۔ مگر جیسے ہی وہ چھانک کے قریب پہنچی، اچانک چھانک خود بخود کھل
 گیا اور دوسرے لمحے چھانک میں داخل ہونے والی تیزی لکڑیوں میں جولیا پر
 ہو کر اس کے بالکل نزدیک تھی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں جولیا کو کار کے
 اندر بیٹھے ہوئے سٹار براؤن کی جھٹک نظر آ گئی۔

کار ایک جھٹکے سے چھانک میں ہی رک گئی تھی۔ جولیا کے پاس اس کا
 علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ایک طرف ہٹ جاتی۔ کیونکہ چھانک سٹار
 تھا کہ کار کی موجودگی میں وہ چھانک کلاں کر جاتی۔ اور سٹار براؤن نے اسے
 پہچان کر ہی حیرت کی شدت سے لاشعوری طور پر ایک لگا رہی تھی۔

جولیا جانتی تھی کہ اگر وہ اس بار بھی اسے چھوڑ دیتی تو وہ اسے صدمہ پہنچا
 مار ڈالیں گے۔

چنانچہ جولیا کے ذہن نے ایک لمحے کے اندر اس کے اپنے گھر میں اپنے گھر
 ترکیب سوچی اور پھر کار کے رکتے ہی اس کے دوش کے دوڑنے لگے۔ اپنے گھر
 زوردار جھٹکا دیا اور اس کا جسم فضا میں اٹھنا چلا گیا۔ اس کا شمار لیا سٹار
 جیسے وہ لڑکے جیسے لگا رہی ہو۔ اور پھر ایک جھٹکے میں اس کا جسم ہلکی سی
 پر سے تیزی سے گھسٹا ہوا ڈک پر گرا اور جولیا نے قلابازی کھائی اور وہ
 لمحے وہ کار کی پچھلی طرف زمین پر کھڑی ہو جانے لگی۔ کامیاب ہو گئی تھی۔

اس کے دوش کے دوڑنے سے کھلے سٹار براؤن سٹار براؤن سٹار براؤن
 جولیا کا تعاقب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اب جولیا کی خوش قسمتی تھی کہ چھانک

اور کار پر ہی رہا۔ سٹار براؤن کی طرف لڑی چلی آ رہی تھی۔ کوٹھنی کی دیوار
 پر ہوتے ہی ایک بل کی سی تھی اور جولیا کو یہ گل حیرت محسوس ہوئی۔ وہ تیزی
 سے کس کی میں لڑائی چلی گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ جولیا اس کے آگے نہ بڑھ سکتی تھی۔ اچانک کار اس
 کے گھر کے گھر سے پر رکی اور پھر فضا میں ایک تیز گڑ گڑاہٹ سے گونجنے لگی۔

سٹار براؤن نے اس پناہ تک کھول دی تھی۔ لیکن جولیا میں اس موقع پر گلی
 میں پڑے ہوئے کوڑے کے ڈم کی ادھ میں ہو گئی اور اس طرح گولیوں کی
 پھونک سے ہلک گئی۔ دوسرے لمحے اسے کار کے دروازے سے کھلنے کی آواز سنائی
 دی۔ اور وہ کچھ گئی کہ سٹار براؤن کار سے نیچے اتر کر اس کے تعاقب میں آئے

دل لے لیں۔ وہ سچ تھے جبکہ جولاہا نہیں تھی۔ اس لئے جولاہا کے ذہن میں
 سی پل رہی تھیں۔ وہ بڑی طرح چھٹن گئی تھی اگر وہ ڈم کے اوٹ سے
 گولیوں کی زد میں آجاتی۔ اور اگر وہیں رہتی تو وہ دونوں اس کے
 اور پھرات کے انتہائی موت یقینی تھی۔

اس نے کار کا دھڑلہ کھٹنے کی آواز سنتے ہی انتظار ہی طور پر
 دیکھا اور دوسرے مئے وہ چونک پڑی۔ کیونکہ اس کے قدموں کے ذریعہ
 گڑ کا ڈھکن موجود تھا جو زمین سے قہر سے اٹھ رہا تھا۔ جولاہا تیزی
 جھکی اور اس نے اس کے کپڑوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر وہی قوت سے
 بھٹکا دیا اور ڈھکن اوپر اٹھا چلا گیا۔ نیچے جاتا ہوا تو بے کسی نے جولاہا
 دکھائی دے رہی تھیں۔ جولاہا چل کر سی تیز سے سبز حیاں اتر کر پہاڑ
 گلی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔
 جولاہا نے نیچے اتر کر قریب پہاڑ کا ڈھکن دیکھا۔ اس کے کھینچا اور

کے اوپر بکھوایا۔ ڈھکن جلدی کی وجہ سے پوری طرح فٹ نہ ہوا اور اس
 ایک سیٹھ اٹھ بیٹھ گئی۔ وہاں سے بدلتی آواز آئی اور اندھا دھڑکی
 زمین لڑکی رہی۔ کیونکہ گڑ کے اندر تیز دھڑکے علاوہ شہرہ کھٹن تھی اور
 عمر تھا کہ نیچے گھسے ہال میں اترتے ہی وہ پہاڑ اور گھٹن کی وجہ سے
 مڑ جاتے گی۔ یہ تو بے پہچنے کے لئے اس نے تاک اس ہوا والے
 لگاوی۔ اس طرح ڈھکن کا پوری طرح فٹ نہ ہوا بھی اس کے نام سے
 رہا۔ اس طرح تازہ ہوا کا وجہ سے اس کے موٹوں وہی کسی سلامت
 اب جولاہا کا بچاؤ صرف اسی بات میں تھا کہ آنے والوں کو اس گڑ کا
 چل سکے۔ اور پھر دونوں آدمی وہاں پہنچ گئے۔

اور یہاں تو کوئی نہیں۔ ان میں سے ایک کی حیرت بھری

آواز سنائی دی۔

وہ یہیں قدم کی آواز میں گئی۔ اگر جیاتی تو نظر آجاتی۔ دوسرے

نے تیرے لیے میں جواب دیا۔ سپیکر اس کے لیے میں بھی حیرت کا عنصر موجود

تھا۔

لیکن یہاں نہیں ہے۔ ڈم کے اندر بھی نہیں ہے۔ وہ

یقیناً ڈم کی آواز میں جھک چکا ہے۔ ایک نے دور سے ڈم کو

دیکھ لیا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے گلی کے اختتام میں دوڑتے چلے گئے۔

جولاہا کے دل میں مسرت کی لہر تھی۔ وہ جو خاک اور یقینی موت

سے بچ چکی تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں گلی کے اختتام پر جا کر

موج مچاتے ہوئے قاتب ہو گئیں۔ وہ شہر گلی کی دوری پر حیرت سے ٹھہر

رہے تھے۔

اسی لمحے جولاہا کے ذہن میں ایک اور خیال اچھل کر کہیں ایسا نہ ہو کہ اس

وقت جولاہا کو یہ یاد رہے کہ وہ بارہویں میں آکر تحقیق کریں اور گڑ کا خیال آجیلے۔

چنانچہ اس نے لہجہ سے جھکا دے کہ گڑ کے ڈھکن کو ایک طرف پھینکا

اور پھر تیزی سے باہر چل کر وہ اس طرف دوڑتی چلی گئی۔ جہر شہر بارہویں

کی کار موجود تھی۔

کار کی لائٹس جل رہی تھیں اور انجن شہر تھا۔ وہ دونوں جلدی

تھیں باہر نکلے تھے اس لئے انجن بند نہ کر سکے تھے۔ اور پھر جیسے ہی جولاہا

کار کے قریب پہنچی۔ اسے دوسرے ان دونوں کی تیز آواز سنائی دی۔

انہوں نے شاید اُسے دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ ان کی آواز آئے ہی نازک
کی آواز گونج اُٹھی۔ مگر بولیا بولوالہ کی طرف سے بارہتی۔ اس نے گویا
ہاں تک نہ پہنچ سکیں اور بولیا اچھل کر کھلے دروازے میں سے کار کی
فلوٹرنگ سیٹ پر جا بیٹھی۔ اور پھر اس نے کھلے دروازے کی پروا نہ کی
بلکہ دبا کر گیسر لگایا اور دوسرے ملے پونہ ایک سیلیٹر دبا دیا۔ کار یوں اچھل
کر آگے بڑھی جیسے ابھی فتنا میں بند ہو جاتے گی۔ اور جھٹکا لگنے سے
دروازے سے بھی خود بخود ایک دھمکے سے بند ہو گئے۔ بولیا نے سسٹریک
سنبھالا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتی چلی گئی۔
اب بولیا پوری طرح مطمئن تھی کہ سب سے زیادہ اُسے خطرہ نہ ہو
اور وہ خوش قسمتی سے موت کے پنجے سے نکل آئے ہیں کامیاب ہو گئی۔

کار کو لہری رفتار سے دوڑاتے ہوئے وہ آواز کی چوکی پر پہنچی اور پھر
اُس نے کار کا رخ شہر کی طرف گھما دیا۔ کار پوری رفتار سے اسی چوکی پر
رہی تھی اس نے بولیا دس پندرہ منٹ میں ہی شہر کے پہلے چوکی پر
پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔

چوکی پر پہنچتے ہی بولیا نے کار تیزی سے ایک طرف دھکی اور پھر
اُس کا آئینہ بند کر کے وہ باہر نکل آئی۔ وہ زیادہ دیر اس کار میں نہ رہا
چاہتی تھی۔ کیونکہ جو سکتا تھا کہ کار کی وجہ سے وہ پھنس جاتی۔ شاید یہاں
کوئی شہر پر اپنے کسی مامتی کو مطلع کر سکتے تھے اور اس طرح کار کی وجہ سے
وہ ڈر رہے ہو جاتی۔

کار سے نیچے اترتے ہی اس نے جھک کر اس کی ٹریسٹ دیکھی اور

بہروں کو آئینہ میں دیکھتے ہی وہ آگے بڑھتی چلی گئی چوکی کے قریب ہی ٹیکسی
سینٹر تھا۔ اُس نے ایک خالی ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گئی۔
جلدی پورا۔ یہاں چوکی پر نیچے اتار دو۔ جلدی۔
بولیا نے تیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور کو بھی حیرت سے بولیا کو دیکھنے
میں مشغول تھا۔ اس کی آواز سننے کی سیدھا ہوا اور پھر اس نے ایک
تھپتھپ سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

ٹیکسی چلتے ہی بولیا کو پہلی بار خیال آیا کہ اس کی جیب میں کرنسی بھی
ہے یا نہیں۔ اُس نے پچھتے ہوئے سکرٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا
اور پھر اس کے پیسے یا علیحدہ کی لہریاں دوڑنے لگیں۔
جیب میں لہریاں نہیں تھیں۔ بولیا نے اس کی تلاش کی مگر نہ لی تھی
اور پھر لی تھی تو انہوں نے سکرٹ میں نہ نکالا تھا۔

بولیا نے پرس کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکالا اور
یہ کہ وہ وہاں کی جیب میں رکھ لیا۔

اور پھر سب ٹیکسی ہمارے چوکی پر پہنچی تو اس نے ایک ہوٹل کے سامنے
ٹیکسی رکوائی اور باہر نکل کر وہ نوٹ ڈرائیور کی جانب پھینکا اور پھر تیز
قدم اٹھاتی ہوئی سکرٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ ڈرائیور کو بھی تاثر دینا
چاہتی تھی کہ وہ ہوٹل میں جا رہی تھی۔ اور جب وہ گیٹ کے قریب پہنچی تو
ڈرائیور گھڑی آگے بڑھا لے گیا۔

بولیا نے اپنے قدم آہستہ کر لئے۔ جب ٹیکسی کافی دور نکل گئی تو اس
نے اپنا کب اپنا رخ بدلا اور پھر ہوٹل کی دیوار سے گزر کر ملحقہ گلی میں سے
ہوٹل بولی وہ کچھل سڑک پر آگئی۔ یہاں تو کسی چہل چلی تھی لیکن چوکی پر بولیا

ہم نے ملک اینڈرول ڈانس کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔
ملنریہ لہجے میں کہا۔

سوری سر۔ "ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
عمران کا ملنریہ سچو گیا تھا۔

جلدی پہنچو۔ عمران نے سمجھ لیا کہ وہ اور سیوگن
وال کسانٹھ کھڑا ہوا۔

ہاں! میں بھی تیار ہوں۔" قریب کھڑے حریف نے
مستند لہجے میں کہا۔

نہیں! تم زخمی ہو۔ آرام کرو۔" عمران نے
میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھا کر وہ گیارہ کی طرف بڑھتا ہوا گیا۔

جسے حریف کے لئے یہ کچھ کہنے کی کوئی گنجائش نہ رہی تھی۔ وہ تھکا
کھڑا رہ گیا۔

عمران نے گیارہ سے کڑی سال اور چھوڑ دیا۔ چار گھنٹہ کے بعد
آگیا۔ اس نے کار کا رخ شوربرا ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے چہرے پر

سینجیدگی تھی کیونکہ وہ مقررہ آرمی کے متعلق اپنی طرف سے ہاتھ دھو رہا تھا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا تھا۔

چالاک۔ عیار۔ اور بے پروا توجہ ہوتے ہیں اور جویا کا ان کے
چڑھ جانا جویا کے لئے نیک نال نہ تھی۔ اس لئے وہ جلد از جلد جویا کا

چاہتا تھا۔ لیکن اب سب سے شہر برا ہوٹل میں کڑل کو ڈھونڈنے کا۔ کیونکہ وہ
کڑل وال کسی فرضی نام سے ڈانس پیر ہو گا اور شوربرا ہوٹل میں چڑھتا

غیر فنی ہی سمجھتے ہیں اس لئے اس کی اتنے بڑے ہوٹل میں تلاش کرنے

ہم سٹائین عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ نکالے گا اس لئے
وہ کارڈز اسے تیزی سے شوربرا ہوٹل کی طرف اڑا پھینکا۔

وہ منٹ بعد عمران کی کار شوربرا ہوٹل کے کپڑے میں گھسی پٹی گئی۔ کار
اس نے پٹنگ ٹیبل پر رکھی اور پھر اس کے پاس پہنچ گیا۔ جب اس نے

کار کا دروازہ کھولا تو وہی ٹیبل اس کے قریب موڑ سائیکل روکی اور
پھر اس کی چال سے اس نے موڑ سائیکل لٹک کی۔ ٹائیگر نے بھی سیاہ رنگ کا

جسٹ لباس پہن رکھا تھا۔ عمران دل ہی دل میں "ٹائیگر کی چستی پر تعجبش ہو گیا کیونکہ ٹائیگر نے
ٹائیگر کو۔" عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں کس۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔ "ٹائیگر نے جواب دیا۔

تو عمران نے کہا کہ وہ پھر تیز تیز قدم اٹھا کر ہوٹل
چلا گیا۔

آگیا۔ اس نے کار کا رخ شوربرا ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے چہرے پر
سینجیدگی تھی کیونکہ وہ مقررہ آرمی کے متعلق اپنی طرف سے ہاتھ دھو رہا تھا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا تھا۔

چالاک۔ عیار۔ اور بے پروا توجہ ہوتے ہیں اور جویا کا ان کے
چڑھ جانا جویا کے لئے نیک نال نہ تھی۔ اس لئے وہ جلد از جلد جویا کا

چاہتا تھا۔ لیکن اب سب سے شہر برا ہوٹل میں کڑل کو ڈھونڈنے کا۔ کیونکہ وہ
کڑل وال کسی فرضی نام سے ڈانس پیر ہو گا اور شوربرا ہوٹل میں چڑھتا

غیر فنی ہی سمجھتے ہیں اس لئے اس کی اتنے بڑے ہوٹل میں تلاش کرنے

عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کے سامنے پھینک دیا۔ اور
ٹائیگر نے جیسے ہی کارڈ پر نگاہ ڈالی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے

ٹائیگر نے جیسے ہی کارڈ پر نگاہ ڈالی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے

چہرے پر پریشانی کے اثرات ابھرتے تھے۔ کیونکہ کارڈ پر درج معلومات
منشیات کے خلاف کام کرنے والے سرکاری ادارے کا چہیت ہمارے ہی
پیس سربراہ فرماتے: "ہمارے ہرگز میں منشیات پر
سوئیں" کاؤنٹر میں نے پریشانی بھیجی میں کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ لیکن میں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک
موجود ہے۔ میں کہہ رہا تھا کہ منشیات کی خاموشی بڑی مقدار ہے
نے سوت بھیجی میں کہا۔

ہو سکتا ہے سربراہ۔ مگر میں اطلاع نہیں ہے
نے مزید پریشانی سوتے سوتے کہا۔

تحقیق ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ قانون کا خیال رکھو
اگر میں اطلاع ہوتی تو تم یقیناً سمجھیں اطلاع کرتے۔
غیر ملکی کو کاغذ شش گزنا ہے۔ رجسٹر ٹھیک رکھو۔
دورانہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور کاؤنٹر میں کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں ابھرتی ہیں۔
سے رجسٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ جس میں ہونٹوں میں۔ اس کے ہونٹوں
تفصیلات کی ہیں۔

عمران نے جبر کھول کر اس کے اندامات چیک کرنے شروع
اور پھر اس کی جگہ میں جیسے ہی ایک نام پر پڑیں وہ چوکھ پڑا۔ یہ نام
جانسن کا۔ یہ شخص ایجنسیا سے آیا تھا اور اسے یہاں آئے
ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ وہ جو قحطی منزل کے کمرہ نمبر ۱۰ میں رہا تھا
عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کا مطلوبہ آدمی یقیناً یہی ہوگا۔ کیونکہ

مجرموں کی تعلیمات سمجھنا تھا۔ پر مگر یہ شخص اپنے آپ کو کرنل کہلائے گا مادی
تھا اس نے اس نے لاشہوری طور پر کرنل کا لاحقہ نام کے ساتھ لگا دیا۔
یہ کرنل جانسن کا علیہ کیا ہے۔ عمران نے رجسٹر بند کرنے ہوئے

کاؤنٹر میں اس کے آگے میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔
کرنل جانسن! یہ غیب کی ہے۔ تھا صاحب شمیم آدمی ہے
ہر سچ بڑی بڑی موشگوشی میں۔ عام طور پر کمرے میں ہی بند رہتا ہے۔
کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

اس وقت یہ کمرے میں ہے؟ عمران نے پوچھا۔
پیس سربراہ کیا میں اسے اطلاع کروں؟ کاؤنٹر میں
نے پوچھا۔

جیسے وہ اگر کمرہ ہے تو ہوشیار ہو جائے گا۔ اور سنو!
مجھے یہ احساس ہو گیا کہ اسے جلد سے آنے کی اطلاع مل گئی ہے۔ تو تم
اپنی تمام عمر جیل میں بسر کرتے ہو گے۔ سمجھے؟ عمران کا لہجہ
بے حد سوت تھا۔

تحقیق ہے جناب! میں سمجھ گیا۔ آپ قطعاً بے فکر ہیں جناب!
کاؤنٹر میں نے عاجزانہ بھیجی میں کہا۔

آؤ۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں تیز
تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اس وقت پرچہ لفٹ میں ڈیوٹی پر تھا اس نے عمران نے خود ہی
لفٹ کا دروازہ بند کر کے چوتھی منزل کا بین دیو دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر
پر تیزی چلی گئی۔

پھر جیسے ہی پڑھتی منزل پر لفظ رکھی عمران اور ٹائیگر باہر آ گئے۔

یہ شخص انتہائی خوفناک تھا۔ چالاک اور حیار بھرم تھا۔

میں نے فوری طور پر اس سے معلومات انگوڑی ہیں۔ اس شخص پر ہوشیاری

تیار رہنا۔ عمران نے کردہ خبر پانچ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے

سے سرگوشیاں لیجے جس کا اور ٹائیگر نے نشیات میں مراد دیا۔

اور پھر وہ دونوں کردہ خبر پانچ کے ساتھ پہنچ گئے۔ عمران نے جیب سے

پاکت ڈال کر ایک مڑی ہوئی تھکنالی اور تار کا سرا آؤٹنگ لاک کے سوراخ

میں ڈال کر اس نے اسے تیزی سے دائیں بائیں گھمایا۔ چند لمحوں بعد مل گیا

تھک کی آواز سنائی دی اور عمران نے تھکاپس کھینچ لی۔ آٹا کھنچا تھا۔

نے سینڈل دبا کر آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر قدم اندر بڑھا دیتے۔

گھپ اندھیرا تھا۔ آٹا بلب بھی نہیں مل رہا تھا۔

عمران نے اندازت سے ہاتھ بڑھا کر لائٹ کا سوئچ تلاش کیا اور چمک

آواز سے کمر تیز روشنی سے بھر گیا۔ پھر میں اسی لمے عمران کی چوٹی جس نے

خطے کا اندر بچا دیا اور شعوری طور پر دشمن کی طرف جھٹک گیا۔ اور اسی لمے

سائیں کی آواز سے گولی ٹھیک اس جگہ سے گزری کہ وہاں سے میں لگی

ایک لمحوں میں عمران کا سر تھا۔ اگر عمران کو ایک لمے کے برابر ہو گیا ہوتے کی

دیر ہو جاتی تو عمران کا سر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا۔

عمران نے جیسے ہی غور لگایا، ٹائیگر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریل

سے شعلہ نکلا اور کمرے میں بجلی کی چمک ابھری اور ہیل پر پیٹے ہوئے کرنل جانسی

نے بے اختیار اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔

ٹائیگر نے انتہائی بد وقت اقدام کیا تھا۔ اگر اسے بھی فیصلہ کرنے میں

لمحوں کی دیر نہ جاتی تو کرنل جانسن کی دوسری گولی عمران کو یقیناً چاٹ جاتی۔

عمران غور لگاتا کر سیدھا ہوا اور اب اس کے ہاتھ میں بھی ریل اور

چمک رہا تھا۔

عمران نے بات مار کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں ایک قدم آگے بڑھا

کر بیڈ کی سائیڈز میں کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں سائیلنٹ

ریلوں پر چاٹ رہے تھے جبکہ ہیل پر پڑی ہوئی ہونٹوں والا لچیم شمیم کرنل جانسن

اب بڑے جیت بھرے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

تم لوگ کون ہو۔ اور میں میرے کمرے میں کیوں گھس آتے ہو؟

کرنل جانسن نے بڑے غصے سے بولے ہیں ان سے پوچھا۔ اس نے جس تیزی

سے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فولادی اعصاب

کا مالک ہے۔ ورنہ اتنی جلدی وہ اپنے آپ پر قائم نہیں کر سکتا تھا۔

وہ پوچھا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو۔ اور کس تلاش

کے آؤں ہو۔ لیکن تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔ اور کس

تلاش کا آدمی ہوں۔ اس نے میں صرف سوالی کروں گا اور

تمہیں میرے سوال کا جواب فوری طور پر اور بالکل صحیح دینا ہوگا۔ ورنہ

دوسرے لمے تلاش میں تبدیل ہو چکے ہو گئے۔ عمران نے بڑے

سہاٹ اور سردی سے کرنل جانسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیا پوچھنا ہے تمہیں؟ کرنل نے حیران ہوتے ہوئے

پوچھا۔

تمہارے ساتھی سسٹن براؤز کہاں رہائش پذیر ہیں۔ پتہ بتاؤ۔

عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ اور عمران کے سوال پر

کرل جانسن یوں حیرت سے اچھلے جیسے عمران نے سوال کی بجائے اس پر کوٹھا مار دیا ہو۔

لگ — کیا کہہ رہے ہو — سار براہمنہ —
نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کے باوجود اس کا لہجہ بڑھکڑا رہی گیا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص اس سے اس سے سنا بڑا درد کا پتہ پوچھ لے گا۔

سنو — میرا نام علی عمران ہے — وہی علی عمران
پر تم نے باہر کے ساتھیوں کی مدد سے جان لیوا حملے کرانے تھے
میں زندہ سلامت تمہارے سامنے کھڑا ہوں — میں نہیں سوال
کے لئے اتنی مہلت دے سکتا ہوں کہ دس تک گنتی پوری ہو جائے
عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

ت — تم عمران ہو — کرل جانسن بے ہمتی سے
ہر گیارہ ان کے چہرے پر حیرت کے شدید ترین آثار تھے۔
جانیگر — گنتی گنو — عمران نے اس کے اٹھنے کی
کے بغیر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ایک — دو — تین — چار —
عمران کے کہنے پر فدا ہی گنتی شروع کر دی۔
عمران بڑے غمزے سے کرل جانسن کو دیکھ رہا تھا۔ جیس کے چہرے
زلزلے کے سے آثار تھے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ گنتی آٹھ تک پہنچتی۔ اچانک عمران اور تین
پشت پر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں لاشوں کی

پر دروازے کی طرف مڑے اور یہی عمران دونوں پر بباری پڑ گئی۔ کرل جانسن
جوان کے سامنے پیٹ پر کھڑا تھا۔ سبیل کی سی تیزی سے ان دونوں پر ایک وقت
اگر آ کر آٹھ اور وہ الٹ دونوں کو پیش آ کر اس کی دیوار سے آٹھ لایا اور اس
اچانک ٹکرت سے ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوا اور ڈور جا کرے۔ کرل
جانسن کے دراصل وار عمران پر کیا تھا لیکن چونکہ ٹائیگر اس کے بالکل قریب
ہی کھڑا تھا اس لئے وہ بھی اس کی زد میں آ گیا۔

نیچے گرے ہی وہ دونوں تیزی سے اٹھے مگر کرل جانسن ان سے بھی
ریوا تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے دروازے کی طرف چھلانگ
لگا دی۔ وہ دروازے میں کھڑے ہوئے کاؤنٹر میں کود جو حیرت بھرے انداز
میں یہ فاشا دیکھ رہا تھا۔ اپنے ساتھ وحشیانہ ہوا گیلری کی طرف نکل گیا اور
اس لمحے عمران اور ٹائیگر نے بھی اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ مگر کرل جانسن
وہ شریں کو چھوڑ کر سبیل کی سی تیزی سے بیڑھیاں اتر آ چلا گیا۔

بیڑھیاں ایسی چکر مار رہیں کہ وہ نیچے جاتے ہوئے کئی بار گھوم جاتی
تھیں اور جب تک ٹائیگر اور عمران بیڑھیاں تک پہنچتے۔ کرل جانسن دوڑتا
واپس نکل کر ایک چھوٹے پکڑا تھا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے دوڑتا ہوا بیڑھیاں
تھا چلا گیا۔ مگر عمران وہیں تک گیا اور اس نے بڑی پھرتی سے اپنے کوٹ
کے اندر آٹھ والا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک دسی کا بڑا سا
لچا آ گیا جس کے ایک سرے پر کند کا گھیرا سا بنا ہوا تھا۔

عمران نے کند کا دوسرا سرا پکڑا اور پھر اس کی نظریں ٹھیل مشڈل
کی بیڑھیاں کے اس پکر پر جم گئیں جہاں سے کرل جانسن نے نمودار ہونا تھا
ٹائیگر کی بیڑھیاں اترنے کی آواز آ رہی تھی جو آہستہ آہستہ معدوم ہوتی جا رہی

تھی۔

اور پھر جیسے ہی کرنل جانسن کا سر سڑھیوں میں نظر آیا، عمران کے بازو نے پہلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور رسی کا گچھا بدوق سے نکل ہو گیا۔ کرنل کی طرح نیچے گڑا اور کرنل جانسن نے ابھی تیسری سڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ رسی کا کندھا سلاٹھیک اس کے سر سے گڑتا چلا گیا۔ اور عمران نے انہیں پھرتے سے رسی کو جھٹکا دیا اور کندھ کرنل کی گردن میں کستی چلی گئی۔ وہ بڑی طرح روکروا کر نیچے گڑا اور رسی مزید تن گئی۔

عمران نے رینگ پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے رسی کو اپنی طرف کھینچ کر کرنل کے پیروں سے زمین چھوڑ دی۔ وہ اب رسی سے لٹکا بڑی طرح ہی میں ہی تڑپ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے پھانسی پر لٹکا دیا ہو۔ اس کی آنکھیں ہاسرکراہل آلی تھیں اور دوسرے لمحے کرنل نے رسی سے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور زور سے جھٹکا دینے کی کوشش کی۔ یہی دوسری طوفان تھا۔ اس نے رسی کو اپنی طرف کھینچا اور کرنل دو طرف سے اوپر اٹھ آیا۔

کمال ہے۔ انتہائی حیرت انگیز۔ اتنی جگہ جگہ میں اس طرح کندھ پھینکا۔ حیرت انگیز ہے۔ اچانک عمران کے قریب سے آواز آئی۔ یہ وہ کاؤنٹر میں تھا جو عمران کے ساتھ ہی رینگ پر جھٹکا اس تماشے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

اور عین اسی لمحے ٹائیگر دوڑا ہوا یلین اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں فضا میں کرنل رسی سے لٹکا ہوا تھا۔

”سبھاؤ اسے ٹائیگر؟“ عمران نے چیخ کر کہا اور رسی یکدم

موجلی کر دی اور نیچے کھڑے ہوئے ٹائیگر نے کرنل کو فضا میں ہی دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا اور عمران نے رسی نیچے پھینک دی اور پھر سینی سے سڑھیاں اتر آ چلا گیا۔ وہ جلد از جلد ان دونوں تک پہنچ جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کرنل کہیں ٹائیگر کے پنجے سے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جاتے۔

سڑھیاں اتر کر جب عمران اس جگہ پہنچا جہاں اس نے اوپر سے انہیں کھڑا دیکھا تھا تو وہ بکواسی تھی۔ عمران تیزی سے نیچے اتر آ گیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو سڑھیوں کے اختتام پر سے روکروا کر اٹھتے ہوئے دیکھا اور کرنل گلے میں پڑی ہوئی رسی سمیت تیزی سے بال میں دوڑا چلا جا رہا تھا رسی اس کے پیچھے کھٹ رہی تھی۔

عمران نے اپنی سپیڈ تیز کر دی وہ جلد از جلد اس رسی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ تین تین سڑھیاں اکٹھی ہی پھٹا گتا جا رہا تھا۔ مگر جب وہ بال میں پہنچا تو اس نے رسی کو فرش پر پڑے دیکھا۔ جبکہ کرنل نائب تھا۔ ٹائیگر اپنا سر پھوٹے روکروا رہا تھا۔ بال کے دروازے تک بڑھا جا رہا تھا۔ لیکن اس کی حالت ایسی تھی کہ اس سے پوری طرح چلانہ جا رہا تھا۔ بال میں موجود اٹاؤ کا لوگ حیرت کے مارے کر سیوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

عمران ٹائیگر کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے عین گیٹ کی طرف دوڑا۔ مگر جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو اس نے کرنل کو بھاگتے ہوئے کیاؤنڈ سے باہر نکلتے دیکھا۔ کرنل پھیل ہی بھاگا چلا جا رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ ایک بار کرنل ہاتھ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر بھولیا کا پتہ ملنا محال ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے عین گیٹ کی طرف

اور پھر ایک خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر اس سے ایک چھوٹا سا ہینڈ گن نکال لیا۔ یہ ہم کو زیادہ طاقتور نہ تھا۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ضرور تھی کہ اگر اسے چلتی کار پر مخصوص انداز میں چدکا جاتا تو وہ اس کا ایک ضرور بیکار کر دیتا۔ اور عمران چاہتا بھی یہی تھا کہ کار کا پھلکا یا اگلا ہو جائے اور اس طرح کار روکنے پر مجبور ہو جائے اور پھر کرنل اور اس کے ساتھیوں کا کوئی نہ کوئی علاج کیا جاسکتا تھا۔

مگر چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اسے دو سڑک پر کسی بھی گاڑی سے نظر نہ آئی تو اس کے دل میں بے چینی کی لہریں اٹھنے لگیں۔ اس نے ہم کو سامنے والی جیب میں ڈالا اور موٹر سائیکل موڑ کر اس سڑک پر ڈال دی جہاں سے اسے کار آنے کی توقع تھی۔

اور پھر تقریبی دیر بعد اسے دو سڑک کے کنارے پر اپنی کار کو نظر آگئی۔ وہ یوں رکتی ہوئی تھی جیسے اسے زبردستی روکا گیا ہو۔ چند لمحوں ہی میں عمران کار تک پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طوفانی سانس نکل گئی۔ کار کا ٹائر برسٹ کر کے اسے روکا گیا تھا اور کار خالی تھی ہائیگر غائب تھا۔

عمران صدمت ایک لمحے کے لئے کار کے قریب رکا اور پھر اس سے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل کی کار کسی سائیکل روڈ کی طرف مڑ گئی ہوگی۔ اور پھر وہی ہوا۔ مقبوضی دور آگے جانے پر اسے کرنل کی کار سڑک کے کنارے کھڑی نظر آئی۔ عمران نے موٹر سائیکل اس کار کے قریب جا کر روکی اور پھر اسے سینڈ گرن کے اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اور پھر اسے کار کی پچھلی سیٹ پر ہائیگر پڑا ہوا نظر آیا۔ اس کے سینے پر خون کا

بڑا سا دھبہ تھا۔ اور اس کا جسم بے حس و حرکت تھا۔ عمران نے انتہائی تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور ہائیگر کی بیٹھ بکڑ لی۔ ہائیگر زندہ تھا لیکن نہیں اتنی ڈوب چکی تھی کہ کسی بھی لمحے بند ہو سکتی تھی۔ اسے سینے پر گولی ماری گئی تھی۔ لیکن شاید گولی دل میں نہ گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ہائیگر موت کی سرحد پر پہنچ چکا تھا۔ اگر اسے فوری طبی امداد نہ ملتی تو عمران کو یقین تھا کہ وہ مہتمم ہو جاتا۔

عمران نے تیزی سے کار کے انجن پر نظر ڈالی اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا کہ کار کا سٹیئرنگ ٹوٹ کر ایک طرف لٹک رہا تھا اسے شاید جھٹکا دیکر توڑا گیا تھا اور ظاہر ہے سٹیئرنگ کے بغیر کار چلائی ہی نہ جاسکتی تھی۔

عمران نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا ایک ایک لمحہ ہائیگر کی زندگی کے بے قیمتی تھا۔ اور پھر اس نے فوری طور پر ایک ہنگامی فیصلہ کیا۔ اس نے ہائیگر کو کرسیٹ کر باہر نکالا اور اسے لاکر موٹر سائیکل کی ٹینکی پر یوں ڈال دیا کہ اس کا سر ایک طرف اور ٹانگیں دوسری طرف تھیں۔ گو اس طرح جھٹکے گئے سے ہائیگر کی موت واقع ہو جانے کا شدید ترین خطرہ تھا لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے موٹر سائیکل ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ لیکن ابھی موٹر سائیکل دل بارہ گز ہی آگے بڑھی ہوگی کہ گولی چلنے کی آواز سے فضا گونج اٹھی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں بازو میں آگ کی سلاخ اترتی ہوئی تھی۔ بازو پر لگنے والے دھکے سے موٹر سائیکل اتنی تیزی سے لڑکھڑائی کہ عمران اس پر کنٹرول نہ کر سکا۔ اور اسے یوں

محسوس ہوا کہ جیسے وہ فضا میں اڑا چلا جا رہا ہو۔ اور پھر ایک نندنا سے
وہ سرک کی سائیڈ میں موجود جھاڑیوں میں جاگرا۔ اس کا سر جھاڑیوں
کے عقب میں موجود درخت کے تنے سے گھرایا اور عمران کے ذہن میں
اندھیرے چھپتے چلے گئے۔

عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بیدار کشش کی مگر بے بسی
اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا ہی چلا گیا۔



سوتے کہا۔
"ٹھیک ہے۔" دوسرے نے جس کا نام ٹیری تھا، کہا اور تیزی
سے سائیڈ والے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دوسرا ویرکل جس کا نام ٹوم تھا، سیدھا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
ٹوم نے کوراج میں سے سیاہ رنگ کی کار باہر نکالی اور پھر اسے لے کر
گھر کے قریب آگیا۔ اتنی دیر میں ٹیری بھی وہاں پہنچ چکا تھا، اور پھر چند
لمحوں بعد ہی ان کی کار ملات سے مل کر ٹیری تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی
جہاں ہسپتال کی طرف الٹی پل جا رہی تھی۔

یہ لڑکی مجھے کچھ مشکوک سی لگتی ہے۔" ایوانک ڈائرینگ سیٹ
پر بیٹھے ہوئے ٹیری نے قریب بیٹھے ٹوم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"وہ کیسے؟" ٹوم نے پرکھ کر پوچھا۔

"ان نے جس طرح سیدھے سادھے انداز میں تمام باتیں کہہ ڈالی ہیں۔
مجھے وہ اتنی سیدھی لگتی نہیں۔" اور ویسے بھی کوئی عام لڑکی اپنے
سٹار ہوا درز بھریا سے ہر گھج گھج کرنے کے بعد بھی یہی کہہ سکتی ہے کہ وہ

سٹار ہوا درز بھریا سے ہر گھج گھج کرنے کے بعد بھی یہی کہہ سکتی ہے کہ وہ
سے باہر نکلے۔ انہوں نے فوری طور پر جہاں جاکر خود کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔
کا پورہ گرام بنایا۔ کیونکہ ان دونوں کی فطرت ہی ایسی تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری
سے کام کرنے کے عادی تھے۔ اس لئے انہوں نے صبح کا انتظار کرنے کی بجائے
بجائے فوری ایکشن لینے کا فیصلہ کیا تھا اور ویسے بھی سات کے وقت جہاں
میں زیادہ آسانی سے کام کیا جاسکتا تھا۔

ٹیری! گونگے ملازم کو ہر شیا رہنے کا کہہ آؤ۔ میں تو جیسے عین دھوکا دیا جا رہا ہوں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ تمہارے
دیر میں کار نکالنا ہوں۔" ایک نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ٹیری نے

بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہاں! یہ تو ضروری ہے۔ ہم کسی کائنات کی موت کی برواقت نہیں کر سکتے۔ ٹوم نے جواب دیا۔

مگر ہم نے اس پر اپنے اصول بدل لئے ہیں۔ ہمیں معلومات حاصل کرنے کے بعد اس لڑکی کو ہلاک کر دینا چاہیے۔ پھر جا کر تنویر کو ختم کرنا تھا۔ لیکن تم نے اس بار اٹا کا کام کیا ہے۔

ٹیری کو شاید اسی بات پر غصہ تھا کہ ٹوم نے اس کی بات کیوں نہیں مانی۔ ٹیری نے وہاں پہلی تجویز پیش کی تھی کہ جو لیا کا خاتمہ کر دیا جائے مگر اس نے ٹال دیا تھا۔

دیکھو ٹیری! وہ لڑکی بری طرح بندی ہوئی ہے۔ اس سے وہ رہائش نہیں ہو سکتی۔ اس نے ہم سے کہا وقت چاہیں اس کو

کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سے نفی کر دی تھی اس کی موت کا فیصلہ کیا کہ اگر تنویر ہسپتال میں نہ ملے تو ہم اسے پارہ بنا کر تین کو تلاش کر سکتے ہیں۔ ٹوم نے جواب دیا۔

بھروسہ میں تمہاری فطرت جانتا ہوں۔ تمہیں پسند آتی ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کی موت سے پہلے

نے ترجیح دے کر تے ہوئے کہا۔ مگر اس کا فقرہ ٹوم کے لئے وہاں قہقہہ میں گونج رہا تھا۔

تمہاری یہ بات بھی درست ہے ٹیری۔ تم تو صنف نازک الریک ہو۔ مگر میں تو اسے مرد کے تھے سب سے بڑی نعمت کہیں

ہوں۔ بہر حال تم ٹکر نہ کرو۔ موت اس کا مقدمہ بن چکی ہے۔

ٹوم نے جیسے سوئے کہا۔ اور ٹیری منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ دونوں جہانی یوں تو ایک جیسے چالاک۔ سفاک۔ اور عیاد

تھے لیکن موت کے معاملے میں وہ ایک دوسرے کی ضد تھے۔ ٹیری موت سے الریک تھا۔ وہ کبھی عورتوں کے نزدیک تک نہ گیا تھا جبکہ ٹوم عورتوں کا دیوانہ تھا اور اسی مسئلے پر ان دونوں کے درمیان اکثر جھڑپ

ہو جاتی تھی۔ یہی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں جینرل ہسپتال پہنچ گئے۔ کارائہوں نے پارٹنگرٹن جھڑپ اور پھر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آگوازی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

زرا یہ۔ آگوازی کلرک نے جو کسی ناول کے مطالعہ میں مصروف تھا ان کی سرچشموں کی لاشیں کرتے ہوئے جھڑپ کر پڑا۔

آج ہم ایک مقامی دوست مشر تنویر آگوازی کے غنڈوں کے ہاتھوں سے مارا گیا ہے۔ ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔ ٹیری نے اسے باقاعدہ جیسے میں کہا۔

اور مشر تنویر۔ ہاں! اس نام کا ایک شدید زخمی مریض ہسپتال داخل کیا گیا تھا۔ لیکن اب سے وہ پندرہ منٹ پہلے انہیں

ہسپتال سے شفٹ کر دیا گیا ہے۔ آگوازی کلرک نے سامنے کھسکے ہوئے رہبر کا اوراق اٹھتے ہوئے کہا۔

کہاں شفٹ کیا گیا ہے؟ یہ ان دونوں نے بیک وقت

دیکھے۔ اعلیٰ حکام سے احکامات آئے تھے اور انہی کے آدمی

انہیں لے گئے ہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا
دیکھ لیجئے۔ رجسٹر پر اس کے متعلق یہی اندراجات موجود ہیں
حکام مرلیق کو لے گئے ہیں۔ انکو آری کلرک نے
پرائنگل رکھتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں جھک کر اندراج دیکھنے لگے۔ اس میں واقعی یہی
تھا کہ محکمہ صحت کے چیف سیکرٹری کے احکام پر مرلیق مسٹر تنویر کو
سے خارج کر دیا گیا ہے۔

آپ کوئی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے
دراصل ہم نے صبح واپس اپنے مکان چلے جانا ہے۔ اور
میں کہہ رہا تھا کہ ان کی خیریت معلوم کر سکتے ہیں
نے کہا۔

”نہیں جناب!۔ ہمیں قطعاً اس سلسلے میں لاہور لگا
ایک ایسپریشن قیامد گاڑی میں انہیں سپریشی کے عالم میں
گیا ہے۔ انکو آری کلرک نے معذرت جہے بیچے میں جہاں
ہوئے کہا۔

ان دونوں کی نظریں انکو آری کلرک کے پاس پر بھی ہوئی تھیں
کلرک کا چہرہ تبارک تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔
اور کہ!۔ ”یقیناً تو“۔ ان دونوں نے ایک

سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس مین گیٹ کی طرف مڑ گئے۔
میرا خیال ہے کہ اُسے ملری سیکٹ سروس والے لے گئے
ان کے اپنے خصوصی ہسپتال ہوتے ہیں۔

کہ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
”ہاں!۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ معاملہ اب ہمارے
لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ تنویر یہیں پہنچتا ہے۔ وہ
ہوش میں آکر یقیناً ملری سیکٹ سروس کو ہمارے متعلق رپورٹ دے گا۔
میری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بہر حال۔۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب یہی صورت
ہے کہ ہم اس لڑکی کو قابو میں رکھیں۔ اور پھر اس کے ذمے لیجے
تنویر کو واپس کیا جائے۔“ ٹوم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

اب ان کی کار تیز رفتاری سے واپس اپنی۔ دانش گاہ کی طرف اڑتی
تھی جارہی تھی اور پھر باقی راستہ تقریباً خاموشی سے ہی گزر گیا۔ وہ
دونوں اپنی اپنی جگہ شاہد تنویر کے متعلق ہی سوچ رہے تھے۔

خوشی ویر بعد ہی کار عمارت کے گیٹ پر پہنچ گئی اور ٹوم نے کار
کے اندر بیٹھ کر سروس کے کڑواں کا مین دبا دیا تو گیٹ خود بخود کھلتا چلا
گیا۔ اور ٹوم کار اندر لے گیا۔

لیکن کار ابھی پھاٹک کے درمیان میں ہی تھی کہ دونوں کے حلقے سے
بے اختیار تھپ تھپ بھری جھپٹیں نکل گئیں۔ کیونکہ کار کی سیڈلائٹس میں انہیں
ایک طرف دیکھ کر آتی ہوئی جولیا نظر آ رہی تھی۔ وہی جولیا جسے وہ رسیوں
سے مضبوطی سے باندھ کر سیٹیل کے بند دروازے والے کمرے میں چھوڑ گئے
تھے۔

ٹوم نے بے اختیار بریک لگا دی تھی۔ اور عین اسی لمحے تیزی سے بھاگ
کر آنے والی جولیا نے اپنے جسم کو اچھالا اور پھر اس کا جسم فضا میں اڑتا

ہوا ڈنڈ سکریں کے اوپر سے گزر کر کار کی چیت سے رگڑا کھا کر اپنی
دکھائی دیا۔

یہ تکمل گئی۔ ان دونوں نے پہنچ کر کہا اور پھر انہوں
لاشعوری طور پر دروازے کھول کر باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن پھاڑ
چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے دروازے پوری طرح نہ کھل سکے۔ اور
سے مٹا کر ایک دھماکے سے دوبارہ بند ہو گئے اور پھر انہوں نے
دائیں طرف دوڑ کر اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھا۔

ٹوم نے استہالی پھر ق سے بیک گیر نکالیا اور کار جیسے ہی پہنچے ہوئے
استہالی تیری سے شے رگ کا ما اور کار دائیں طرف مڑ گئی اور پھر اس کی
لائٹس میں تھوڑی دیر بے تماٹ بھاگتی ہوئی بولیا سات نظر آئے
رات کا استہالی پچھلا پیر تھا اس سے پوری دیکھ اور ارد گرد کا
مخسان پٹا ہوا تھا۔

ادھر بولیا پر جیسے ہی لائٹس پڑیں اس نے تیزی سے ایک
جھلاٹنگ لگا لیا اور ایک کوشش کی دیوار کے ساتھ ساتھ جھلاٹنگ لگی۔
کار کی رفتار اور تیز کر دی اور پھر انہوں نے بولیا کو ایک ملحقہ گلی میں
دیکھا۔

تیار رہو تیری! اسے گولی مارو۔ ٹوم نے پہنچ کر
اور اسی لمحے کار گلی کے سرے پر پہنچ گئی۔ پھر تیری اس سائیڈ پر
بدمرگی تھی اس سے تیری کو فٹہ گلی میں بھاگتی ہوئی بولیا نظر آ گئی۔ اس نے
میں پکڑا ہوا دیوار سے پھاکیا اور دوسرے لمحے ٹرینگر دبا کر چلا گیا اور
کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ مگر بولیا ان کی توقع سے کہیں زیادہ چھوٹی

ناہنگ ہوتے ہی وہ گلی کے درمیان میں موجود کڑے کے ٹرم کی آڑ
میں ہو گئی۔

بھاگتا۔ اسے پکڑو۔ ٹوم نے کہا اور پھر ان دونوں
نے ایک جھٹکے سے دروازے کھولے اور دوڑتے ہوئے اس ٹرم کی طرف
پہنچے۔ دیواروں کے احمقوں میں تھے اور وہ پوری طرح چوکے تھے۔
بولیا اب تک ٹرم کے پیچھے ہی تھی کیونکہ اگر وہ وہاں سے نکلنے تو ضرور
استہالی نظر آ جاتی۔

ادھر وہ دونوں ٹرم پر پہنچ گئے۔ مگر دوسرے لمحے حیرت سے
اس کی لائٹس چلتی چلی گئیں کیونکہ ٹرم کے ارد گرد فضا سناں تھی۔ بولیا کا
ظہیر پتہ نہ تھا۔

اسے میں تو کوئی نہیں۔ تیری نے حیرت بھری آواز
میں کہا۔

وہ تیری ٹرم کی آڑ میں تھی۔ اگر بھاگتی تو نظر آ جاتی۔ ٹوم
تیس پہاں تو کوئی نہیں ہے۔ ٹرم کے اندر بھی نہیں ہے۔ وہ
یقیناً ٹرم کی آڑ میں بھاگ چکا ہے۔ تیری نے زور سے ٹرم کو لات
مارتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گلی کے انتہام کی
طرف دوڑتے چلے گئے۔

اسے قتل ہونا پاپے سر قیت پر۔ تیری کا منہ جھلاٹنگ ہوئے
استہالی فٹیلے پہنچے میں کہا۔

ادھر وہ دونوں پنڈ ٹوں میں گلی کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے یہاں
ایک شڑک تھی لیکن ساری شڑک اور اس راس کا علاقہ بالکل سناں تھا۔ وہ

گہری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے رہے اور پھر اسی لمحے انہیں اپنے منہ سے
کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور وہ بد تک کر پڑے اور پھر ان کے
سے نیچے بھری تیز آوازیں نکلیں۔ کیونکہ انہوں نے جو لیا کو تیزی سے
کار کی طرف جاتے صاف دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے ان دونوں کے
سے بیک وقت گولیاں نکلیں مگر فاصلہ زیادہ ہو گئے کی بنا پر جو لیا ان
گولیوں کی تندر سے بے اثر تھی۔

وہ دونوں بے توجہ جولا کی طرف دوڑ پڑے مگر اس سے
وہ قریب پہنچتے۔ جولا کار میں سوار ہو چکی تھی۔ اور میدان کے دیکھتے
دیکھتے کار ایک جھلکے سے آگے بڑھی اور ان کی نظروں سے غائب
ہو گئی۔ وہ دونوں بے توجہ دوڑتے ہوئے یہ سمجھ گئے کہ سر سے پرست
دونوں کے حقوق سے ایک ٹویل سائنس کھل گئی۔ جو لیا کار کیست ثابت
تھی۔

لو کر لو اب مزے۔ اگر تم اس وقت میری بات نہ
تو آج سنا بلکہ ایک لڑکی کے اسحقوں یوں ڈالیں نہ ہوتے۔
تیری نے اسہائی مضیے لہجے میں کہا۔

اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لڑکی کوئی باادگر لڑکی ہے
نے ملامت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے
اپنی کو چھٹی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

پچانک ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو
نے سامنے لان میں گونگے ملازم کو بہوش پر سے دیکھا۔

تم اسے ہوش میں لے آؤ۔ میں فوراً وہ کمرہ دیکھوں گا۔

نے اندر سے دروازہ کیسے کھول لیا۔ نوم نے تیری سے مخاطب
ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا تو اس کی آنکھیں حیرت سے
پہنٹی کی چھٹی رہ گئیں کیونکہ دروازہ اسی طرف بند تھا۔ البتہ اس کا ایک کونہ
دروازے سے ملتا ہوا کمرے کی طرف مڑا ہوا تھا اور اس میں اتنا اندھا نور وجود تھا
کہ جو لیا جیسی سماعت جسم کی لڑکی اس میں سے آسانی سے گر جاتی۔

یہ کیا ہوا۔ ایک ایک تیری کی آواز سنائی دی۔ وہ بھی حیرت
سے دروازے اور اندر کو دیکھ رہا تھا۔

یہ لڑکی واقعی وہ نہیں تھی۔ جو اس نے نہیں بتایا ہے۔ عام
لڑکی اس طرح کے جادو نہیں جانتی۔ میرا خیال ہے کہ اس لڑکی
کا ایسا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ صرف سیکرٹ
سروس والے ہی ایسے کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ نوم نے بڑبڑاتے
ہوتے کہا۔

اگر ایسی بات ہے تو یہ ملامت اس وقت شدید خطرے میں ہے۔
جو اب اب تک سیکرٹ سروس سے رابطہ کر چکی ہوگی۔ تیری نے چونکتے
ہوتے کہا۔

ہاں! اب یہاں رہنا سراسر حماقت ہے۔ اس گونگے
کا کیا ہوا۔ نوم نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے پوچھا۔

اس نے اشاروں میں صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ باورچی خانے میں تھا کہ
آواز سن کر باہر آیا تو لڑکی اس وقت برآمدے میں پہنچ چکی تھی۔ اس
نے لڑکی پر حملہ کر دیا۔ لیکن لڑکی اسے زیر کر کے جھاگ نکلی۔ پھر اس

نے اُسے جھانک کے پاس بپکڑا۔ مگر وہ آفت کی پرکھ لے اسے
کروڑوں کا سیلاب ہو گئی۔ ٹیری نے والیس پر آم سے کی طرف آتے
ہوتے کہا۔

جلد ہی کروڑوں اپنا سامان سیٹو۔ میں گجرات سے دور
کار نکاتا ہوں۔ اور اس گونگے کو بھی بلاؤ۔ ہم اسے کھلی
ڈراپ کر دیں گے۔ ٹوم نے کہا۔ اور ٹیری سر جھٹکا ہوا ایک کمرے
طرف دوڑا آچلا گیا۔

ٹوم تیز تیز قدم اٹھاتا اشارت کی ایک سائیکل میں بے ہوش گجرات کی
طرف بڑھا اور پھر اس کے گجرات کھول کر ایک سیاہ رنگ کی کار ڈرائنگ کال
دونوں کاریں انہوں نے کھلی فاصلوں سے ایک دوسرے سے غریب تھیں۔ اور
پر جملی قبر پلٹیں لگا دی تھیں۔

دونوں کاریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ ایک تو جولیاء نے اڑائی تھی اور
باقی رہی وہ گئی تھی۔

ٹوم نے کار گجرات سے باہر نکالی تو اسی لمحے ٹیری دو ٹوپی کیس اٹھو
گونگے کے ساتھ کار تک پہنچ گیا۔ ٹیری نے دونوں کیس کھینچ لیے
پھینکے اور پھر گونگے کو پھینک دیا۔ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود
کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کئی گھنٹہ باقی تو نہیں رہ گئی۔ ٹوم نے کار کا رخ جھانک
کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

”میں۔۔۔ ٹیری نے سر ہلا کر جواب دیا اور ٹوم نے کار جھانک
سے باہر نکال لی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے شہر کی طرف نکلی۔

پلی بار ہی تھی۔
جلد ہی چوک پر انہوں نے گونگے ملازم کو آواز دیا اور ٹوٹیوں کی ایک
گڈی اس کے حوالے کرتے ہوئے اسے خدا حافظ کہہ دیا۔ یہ ملازم انہوں نے
ایک اخبار میں اشتہار دے کر رکھا تھا اور ظاہر ہے اب ان کے اپنے پاس
کوئی تھکانہ نہ تھا۔ اس لئے وہ اسے کہاں لٹکاتے پھرتے۔ اس لئے انہوں
نے اسے قلعہ کر دیا۔

گونگے ملازم کے جانے کے بعد ٹوم نے کار آگے بڑھا دی۔
”اب کہاں جاؤ گا ملازم ہے۔۔۔ کیا کسی ہوٹل میں رہیں گے؟“
ٹیری نے پوچھا۔

”جیسا خیال ہے۔۔۔ ہم عارضی طور پر شوبرا ہوٹل میں ٹھہر جائیں۔
میری بھی وہیں ہے۔ اب ہمیں مل کر نئے سرے سے ملالت پر غور
کرنا ہو گا۔ اب تک ہمارے کار گرونگی بالکل خفہ رہی ہے۔ اور
ملازم تو بڑا واقعی سیکرٹ سروس کی نمبر ہے۔ تو پھر ہم قیاسینا
ٹیرٹ سروس کی نظر میں بھی آگئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اب باقاعدہ
محکمہ بندی کے تحت کام کرنا ہو گا۔“ ٹوم نے سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

ایک مرتبہ یہ لڑکی سیٹ پر بیٹھ چڑھ جاتے تو میں اس کی یوٹی یوٹی
چند کردوں۔ ٹیری نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ ٹوم نے کوئی
جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہا۔

مختصری دیر بعد ان کی کار چوک گراس کے شوبرا ہوٹل کی طرف بڑھتی
چلی گئی۔

ارے — دو کرنل دوڑا آ رہا ہے — اسے کیا ہوا —
 اچانک ٹیری نے جھپٹتے ہوئے کہا۔

یکسی سے ڈر کر جھاگ رہا ہے — دروازہ کھولو —
 کار روکتا ہوں — ٹوم نے جواب دیا۔

اور پھر ٹیری نے پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر توجہ کر
 کرنل سے کہا۔

کرنل اندر آ جاؤ — حقوڑا آرمی —
 اسی لمحے ٹوم نے بے تحاشہ دوڑتے ہوئے کرنل کے قریب کار آ کر

ٹیری نے اسے کچھ سیٹ کے کھسے ہوئے دروازے میں داخل ہونے کے
 لئے کہا۔

کرنل میں شاید ٹیری کو دیکھ کر سمجھان چکا تھا اس لئے وہ انتہائی
 تیزی سے چھوٹک لگا کر پچھلی سیٹ پر آگرا اور ٹوم نے یکدم کار کی روڑ

بڑھا دی۔ دروازہ جھٹکا گئے سے خود بخود ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔
 کرنل برقی طرح باپ رہا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ٹیری نے

حیرت سے دیکھ رہا تھا کیونکہ کرنل کی برقی حالت تھی اس کے گلے میں گہرے
 سرخ رنگ کی ایک دھاری سی بنی ہوئی تھی جیسے کسی نے ہسی سے اس

کھادبانے کی کوشش کی ہو۔
 کار روکتا — عمران آجائے گا — کرنل نے اپنے

ہوتے ہی میں کہا اور ٹوم کار آگے بڑھاتے لئے گیا۔
 آخر ہوا کیا — ٹیری نے تیز لہجے میں پوچھا۔ اور کرنل نے

اپنے ہوتے ہی میں عمران کی اچانک آمد اور پھر سٹار بڑاؤ کے متعلق

سوالات سے بیکر اپنے رسی سے لٹکتے ٹھک کے واقعات سنا دیتے۔
 جب عمران کے ساتھی نے مجھے اپنے بازوؤں میں بکڑا تو میں نے شو مولو

تھاٹ کا وار کیا اور اس آرمی کی نہ صرف گرفت ختم ہو گئی بلکہ وہ میڈیٹھوں سے
 روکتا ہوا نیچے گرنا چلا گیا۔ میں بے تحاشہ انداز میں دوڑا ٹیری جیوں

سے اتر آیا اور اس دوران میں نے بڑی مشکل سے گلے سے رسی کا پھندہ نکال
 لیا۔ اور میں گیٹ کی طرف جھاگا۔ جب میں میں گیٹ پر تھا تو میں نے

عمران کو اپنے زچے آتے دیکھا۔ چنانچہ میں پڑ گئی کی طرف جا کے کی بجائے
 جھاگ گیٹ کی طرف جھاگ آیا۔ اور اب میرا پروگرام یہی تھا کہ میں

مجھوں میں اپنے آپ کو چھپاؤں گا کہ اچانک تم آ گئے — کرنل نے
 تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں سراسر مجھے ایک سوڑا سیٹھی لگا ہوا ہے — اچانک
 ٹوم نے ایک نرم میں دیکھتے ہوئے کہا اور ٹیری کے ساتھ ساتھ کرنل بھی سو کر دیکھنے

لگے اور جب عمران ایک سٹریٹ لائٹ کے نیچے سے گزرا تو کرنل نے بے تحاشہ تیغ پڑا۔
 مان — یہی علی عمران ہے — یہ سوڑا سیٹھی سوار —

کرنل کے لہجے میں غصہ کا عنصر موجود تھا۔ یوں لگا تھا جیسے وہ عمران کی شخصیت
 سے نفرت ہو گیا ہو۔

ٹیری — تیار ہو جاؤ — جیسے ہی کوئی سسٹم جگر آئے اسے
 مار دے گا — یہ اچھا موقع ہے — ہم آسانی سے اسے مار سکتے ہیں

ہم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اور ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے سیٹ کے نیچے اٹھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس

کے اٹھ میں ایک طاقتور افعی موجود تھی جس پر وہ رہیں نصب تھی اس نے اس